مدینۃ المسیح

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بوجہ علالت تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریا کے کنارے چند دن رہائش کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ لیکن وہاں ملیریا کی وجہ سے حضور کو بخار ہو گیا۔ جو کئی دن رہا۔ اس کے ساتھ سر درد کا بھی سخت دورہ ہوا اس وجہ سے حضور کسی اور مقام پر جانے کے لئے ۲۶ فروری کو واپس قادیان تشریف لے آئے خطبہ جمعہ حضور نے پڑھا اور نماز جمعہ بھی پڑھائی۔ اور دوسرے دن ۲۷ فروری کو حضور چند دن کے لئے بابر کوٹ تشریف لے گئے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ حضور کی صحت میں جلدی اور نمایاں ترقی عطا فرمائے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

مکتوب دمشق

دمشق کی حالت بدستور ہے۔ بعض اوقات ثوار شہر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ سپاہیوں کو قتل کر کے چلے جاتے ہیں اور روزانہ بندوقوں اور پستولوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ موجودہ حالات میں تبلیغ لوگوں کے گھروں میں جا کر کی جاتی ہے۔ اور جو ملنے کے لئے آتے ہیں۔ انہیں بھی پیغام حق پہنچایا جاتا ہے پہلے شہر سے باہر مکان لیا ہوا تھا۔ وہاں لوگوں سے ملاقات کا کم موقعہ ملتا تھا۔ مگر اب شہر میں مکان لے لیا ہے۔ باوجود ان خطرناک حالات کے کچھ نہ کچھ تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں ایک اور دوست سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت کیلئے دعا فرمائیں۔

یہاں مسیحیوں کے دو مشن ہیں۔ ایک بڑا پادری ڈنمارک کا ہے۔ اور دوسرا امریکن۔ امریکن پادری کا ڈکیل دو دن آتا رہا اور مختلف مسائل کے متعلق اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ جب وہ مسیح کی فضیلت قرآن مجید سے ثابت کرنے لگا۔ تو میں نے جواب میں کہا۔ مسیح کا درجہ آپ قرآن مجید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ نہیں ثابت کر سکتے۔ بلکہ قرآن مجید سے تو مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شاگردوں کی طرح ثابت ہوتے ہیں قرآن مجید میں مسیح کو غلاماً زکیا کہا گیا ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ویزکیھم۔ مزکی۔ زکی بنانے والا قرار دیا گیا ہے۔ پھر مسیح کے متعلق فرمایا۔ ایدناہ بروح القدس مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے فرمایا۔ علمہ شدید القویٰ اور شدید القویٰ کا مرتبہ روح القدس سے کہیں بڑھ کر ہے روح القدس کا نزول مسیح پر کبوتر کی شکل میں ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر روح القدس کی تجلی شدید القویٰ کے رنگ میں ہوئی۔ تمام افق اس کی تجلی سے بھرا ہوا تھا۔ اب ان دونوں تجلیوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کہ ان دونو تجلیوں میں کہاں کبوتر جسے بلی بھی پکڑ کر مار سکتی ہے۔ اور کہاں یہ تجلی عظیم جس نے زمین و آسمان کے مابین کو پُر کیا ہوا تھا۔ پھر فرمایا۔ وایدھم بروح منہ۔ کہ روح القدس سے صحابہ کی تائید کی۔ پس آپ قرآن مجید سے مسیح کی فضیلت ثابت نہیں کر سکتے۔ وہ کہنے لگا مسیح ترتیت اور اس کے خاندان کی پاکیزگی کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔

نبی کے خاندان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا۔ بریت کی ضرورت تبھی پڑتی ہے۔ جبکہ الزام لگایا گیا ہو۔ باقی تمام انبیاء کے خاندان کا پاکیزگی لوگوں کے نزدیک مسلم تھی۔ لیکن مسیح کے خاندان پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس لئے اس کی بریت کی گئی۔ اسی رنگ کی دوسری مثال قرآن مجید میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کفر سلیمان۔ اب حضرت سلیمان سے کفر کی نفی کی گئی ہے۔ باقی انبیاء سے اس طریق پر کفر کی نفی نہیں کی گئی۔ کیا باقی انبیاء نعوذ باللہ کافر تھے۔ سلیمان علیہ السلام کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ ان کی طرف کفر منسوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا تھا۔ آپ کی بریت لفظ صدیقاً نبیاً سے کی۔ کہ آپ نہایت راست گو نبی تھے۔ اس پر اسے جب کوئی جواب بن آیا۔ تو کہنے لگا۔ میں اپنے قسیس کو لاؤں گا۔ دو ہفتے گذر گئے نہ وہ آیا۔ نہ اس کا قسیس آیا۔

ایک کردی نے اپنے مکان پر دعوت دی تھی۔ گئے۔ ان کے پاس رات رہے۔ دو شیخ بھی بلوائے۔ بیس۲۰ کے قریب آدمی تھے۔ مسائل متنازعہ حیات مسیح و نبوت وغیرہ پر گفتگو ہوتی رہی جب ان سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ تو کہنے لگے۔ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ مکرمی شاہ صاحب نے فرمایا۔ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔

شاہ صاحب کی کتاب حیات المسیح ووفاتہ من وجھانہ الثلاثہ چھپ گئی ہے۔ اس میں آپ نے مسیح کی وفات تین طریق پر ثابت کی ہے۔ از روئے انجیل۔ از روئے قرآن۔ از روئے تاریخ۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں جو قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مسیح ناصری کی قبر ہے۔ جو عیسیٰ نبی کی قبر کہ کے بھی مشہور ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ لوگوں کو مطالعہ کے لئے دیجاتی ہے۔ پڑھکر خوش ہوتے ہیں۔

آخر میں تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد یہ ایک مضبوط مستقل جماعت پیدا کردے۔ آمین

خادم - جلال الدین از دمشق۔ صندوق البرید ۲۶۵

اخبار احمدیہ

اعلانات نظارت دعوت و تبلیغ

مبلغین کی نقل و حرکت۔ جلسہ جماعت دہلی و شملہ کی تاریخیں اب ۵ و ۶ و ۷ مارچ مقرر ہوئی ہیں۔ اور مولانا حافظ روشن علی صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیر شامل جلسہ ہونگے۔ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری کھاریاں و جہلم سے فارغ ہو کر پنڈی بھٹیاں اور جلال پور جٹاں جائینگے۔ مولوی غلام رسول صاحب ہنگوی علاقہ سرگودھا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

خوشخبری۔ سیلون میں ۱۰ سال سے احمدی مبلغین پر بعض غیر ضروری دنا جائز پابندیاں تھیں۔ وہ سر ہیو کلفرڈ نئے گورنر سیلون نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے زمانہ قیام نائجیریا میں وہاں کے گورنر تھے۔ اور سلسلہ عالیہ سے خوب واقف ہیں۔ جماعت احمدیہ کولمبو کی درخواست پر اٹھا دی ہیں۔ اور اس طرح برطانیہ کے انصاف اور مذہبی رواداری پر جو ایک دھبہ تھا اسے سر ہیو کلفرڈ نے دھو دیا ہے مناسب ہے مختلف جماعتیں گورنر سیلون کا شکریہ ادا کریں۔

دعا۔ مسجد لنڈن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سالٹ پانڈ کو گورنمنٹ کی امداد ملنی والی ہے۔ نائجیریا میں ایک نئے فتنہ کا اندیشہ ہے۔ بعض مبلغین بیمار ہیں۔ ہنوز ضلع بجنور میں دیوبندیوں سے اور علاقہ راولپنڈی میں شیعوں سے مباحثہ کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ احباب ان سب امور میں بہتری و کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

شکریہ۔ جناب محمد احسان صاحب صدیقی ماریشس سے واپس آکر علاقہ ملتان میں آنریری طور پر تبلیغی دورہ کر رہے ہیں

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

امرتسر میں تبلیغ احمدیت

مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۱۹ر فروری کو تشریف لائے خطبہ جمعہ پڑھایا۔ اور جماعت کو اس کی ذمہ واریوں کے متعلق توجہ دلائی۔ بعد خطبہ جماعت میں اعلان کر دیا کہ شام کو میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچر ہو گا۔ چنانچہ شام کو چار پانچ سو آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ جن میں کثرت غیر احمدیوں کی تھی۔ احمدیت کی تبلیغ کی گئی اور لوگوں نے شوق سے تمام لیکچر سنا۔ اور خداوند کریم کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔

دوسرے دن پھر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے مکان پر لیکچر تھا جس میں محلہ بھر کی غیر احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔ خدا کے فضل سے نیر صاحب نے احمدی جماعت کی کارگذاریوں کو واضح طور پر بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نتیجہ بابرکت بنائے۔ یہ علمائے امرتسر نے ادھر میں انتہائی کوشش سلسلہ احمدیہ کے خلاف شروع کر دی ہے تمام مولوی درویش اور طالب علم اکٹھے کر کے مشورہ کیا گیا۔ جس میں انہوں نے تجویز پاس کی۔ کہ ہر مسجد میں خطبے اور لیکچر احمدیہ کے خلاف بیان کئے جائیں۔ چنانچہ دو جمعے ایسے گذرے ہیں جنمیں احمدیوں کے خلاف خطبے پڑھے گئے ہیں۔ اور بعض ایسے آدمی مقرر ہو گئے۔ جو شہر میں پھر کر ہر مسجد میں وعظ کریں پھر مولویوں نے کوشش کی کہ آریوں سے مناظرہ بند ہو جائے اس کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے۔ اور کہا کہ شہر میں خون ہو جائینگے۔ یہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ مناظرہ بند ہو گیا۔ انجمن اشاعت اسلام جس کی طرف سے یہ مناظرہ تجویز ہوا اس کے ممبروں کے خلاف وعظ کئے گئے۔ انجمن کے ممبروں نے ملکر تجویز کیا۔ کہ ایک جلسہ کیا جائے۔ جس میں مولویوں کے سب الزاموں کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ انجمن کی طرف سے اشتہار دیا گیا۔ کہ واقعہ ۲۱ر فروری شام ۷ بجے لیکچر شروع ہونگے۔ اشتہار کا شائع ہونا تھا۔ کہ مولویوں نے اپنا کھانا بھی حرام کر دیا۔ اور شہر میں پھر کر کوشش کی۔ کہ تمام علماء مغرب کی نماز شیخ خیر الدین کی مسجد میں پڑھیں۔ وہاں انہوں نے مشورہ کیا کہ ہمارا فرض ہے کہ آج کے جلسہ کو نہ ہونے دیں۔ چنانچہ جلسہ شروع ہوا ہی تھا۔ کہ علماء کا گروہ پہنچ گیا۔ اور جاتے ہی شور ڈالنا شروع کر دیا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے انجمن کے اصول بیان کرنے کے بعد بتلایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بتلائیں کہ انہوں نے ۴۰ سالہ جرنیل ہو کر کیا کام کیا ہے۔ ۴۰ سال میں وہ ایک آدمی بھی مناظر تیار نہیں کر سکے۔ اور ان کا اپنا ۴۰ سالہ تجربہ بھی آج فیل ہو گیا ہے۔ کہ دہرم بھکشو کی ایک بات کا جواب بھی نہ دے سکے ایسی ابھی چند باتیں ہی بتلائی تھیں۔ کہ شور پڑ گیا۔ مولویوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے بھی تھے۔ پبلک کی کثرت مولویوں کے خلاف تھی مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دوستوں کو بار بار توجہ دلائی کہ کوئی نہ بولے۔ اور امن سے بیٹھے رہو۔ ورنہ پبلک مولویوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تیار تھی۔

خاکسار غلام محمد۔ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ امرتسر

رخ بدل

اگر کوئی دوست اسال اپنی جگہ رخ بدل کرانے کے متمنی ہوں۔ تو ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کریں

م - معرفت ایڈیٹر الفضل - قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بطفیل دعا حضرت اقدس جناب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فدوی کے گھر ۲/۸ بروز جمعہ فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ مولود مسعود کے واسطے دعا فرمائی جائے۔ مرزا غلام سرور از جہلم

درخواست دعا

میاں شمس الرحمن صاحب اس سال میٹرک کے امتحان میں داخل ہوئے ہیں۔ دعا کامیابی فرمائی جاوے۔ سید غلام صفدر یوسف جرار ضلع بنوں (۲) میرا لڑکا محمد اسلم بعارضہ بخار سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ فضل حق جک ۱۴۷ امرتسر

(۳) میرے والد بزرگوار دو ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ اصحاب بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمادیں۔ خداوند کریم کامل شفا عطا فرماوے۔ اور میری دینی و دنیاوی مشکلات کو دور فرماوے۔ محمد سعید احمدی از کلکتہ۔

دعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ ۵ر نومبر ... کو [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ۔ قادیان دارالامان - ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

اسلام اور ہندو دھرم کا مقابلہ اچھوت کے متعلق

ایک گذشتہ پرچہ میں مسٹر ساورکر کے وہ الفاظ درج کئے گئے تھے۔ جو انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں ہندو دھرم کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بیان کئے تھے۔ اور جن میں کہا تھا۔ ہندو دھرم میں جس طرح لوگوں کو اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ اس سے بڑھکر اسلام میں سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو چھوڑکر باقی جس قدر لوگ اس دُنیا میں آباد ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اچھوت سے بھی بدتر سمجھے جاتے ہیں ؁

مگر یہ محض ان کی لاعلمی یا تعصب کا نتیجہ تھا۔ ورنہ اسلام کسی انسان کو ذلیل اور حقیر قرار نہیں دیتا۔ جب تک وہ اپنے اعمال اور افعال کے باعث خود ذلیل اور حقیر نہ بن جائے۔ مسٹر ساورکر نے جو کچھ کہا۔ اپنے مذہب کی بے جا حمایت کے طور پر کہا۔ اور اس قدر غلط کہا ہے کہ خود ہندوؤں میں سے ایسے اصحاب مل سکتے ہیں۔ جو اسکی تردید کرینگے۔ چنانچہ پچھلے دنوں مہاراجہ صاحب کولھاپور نے آل انڈیا غیر برہمن کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے کہا۔

"اگر فرزندان اسلام دوسرے مذاہب کے افراد کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ تو ہندو بحیثیت مجموعی اپنے ہی ہم مذہبوں کو زندگی کے ذلیل ترین شعبوں میں مصروف کر کے انہیں نفرت و حقارت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس معاملہ میں ہندوؤں کا نقطہ نظر یقیناً مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت پست ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور اسلام تمام غیر مسلموں کے لئے اپنی آغوش مساوات کھولے ہوئے ہے۔"

مہاراجہ صاحب کے یہ الفاظ مسٹر ساورکر کے بیان کا مکمل اور پورا پورا جواب ہیں۔ مسٹر موصوف کو مسلمانوں میں جب کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ جس کی بناء پر وہ یہ کہہ سکتے۔ کہ مسلمان اپنے ہم مذہبوں میں سے کسی کو مذہب میں اپنے سے کم درجہ دیتے اور اپنے سے ادنیٰ سمجھ کر مذہبی حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔ تو انھوں نے یہ کہدیا کہ مسلمان غیر مسلموں کو اچھوتوں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"ہندو جاتی کی چھوت چھات سو بار نہیں، بلکہ مجھے ہزار بار منظور ہے۔ لیکن مسلمان خدا کا جو حکم مانتے ہیں۔ وہ خوفناک حکم ماننا مجھے منظور نہیں ہوگا۔ کیونکہ ۷۰ کروڑ مسلمانوں کو چھوڑکر باقی جس قدر لوگ اس دنیا میں آباد ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اچھوت سے بھی بدتر سمجھے جاتے ہیں"

ان الفاظ کی عدم صحت سے اگر قطع نظر کر لی جائے۔ تو بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ ہندوؤں کی چھوت چھات کے مقابلہ میں اس بات کا تعلق ہی کیا ہے۔ کہ مسلمان غیر مسلموں کو اچھوت سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان اگر ایسا سمجھتے ہیں تو ان کے متعلق جو مسلمان ہی نہیں ہیں اور جنہیں نہ صرف اسلام سے کسی قسم کا تعلق اور واسطہ نہیں۔ بلکہ اسلام کے مخالف اور دشمن ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اسلام کو مٹا دیں۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ لیکن ہندوؤں میں چھوت چھات کی جو بُرائی ہے۔ وہ نہ صرف غیر ہندوؤں کے متعلق ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے متعلق بھی ہے جو خود بھی اپنے آپ کو ہندو کہتے اور ہندو بھی انہیں ہندو قرار دیتے ہیں۔ گویا ہندو اپنے میں سے ہی ایک بہت بڑی تعداد کو ادنیٰ اور حقیر قرار دیکر بہت سے مذہبی حقوق حاصل کرنے کے ناقابل بتاتے ہیں۔ اور انہیں ہندو کہتے ہوئے اپنے جیسا ہندو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے یہاں تک نفرت اور حقارت کا برتاؤ کیا جاتا ہے کہ انہیں ان سڑکوں پر بھی چلنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جن پر خود چلتے ہیں ؁

جب ہندوؤں کا یہ سلوک اور برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو ہندو کہلاتے۔ ہندو رسوم کی پابندی کرتے۔ ہندو کتب مقدسہ کو مانتے۔ اور ہندو روایات کے پابند ہیں۔ تو اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیر ہندوؤں کو وہ مذہبی طور پر کس قدر حقیر قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے متعلق کتنی نفرت اور حقارت اپنے دل میں رکھتے ہیں ؁

مسٹر ساورکر نے ہندو مذہب کی چھوت چھات کے مقابلہ میں اسلام کی طرف جس بات کو منسوب کر کے یہ بتانا چاہا تھا کہ اسلام میں چھوت چھات سے بڑھکر بُرائی موجود ہے۔ اسی کا جواب مہاراجہ صاحب کولھاپور کے الفاظ میں موجود ہے۔ جنھوں نے انہی دونوں باتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا:-

"اس معاملہ میں ہندوؤں کا نقطہ نظر یقیناً مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت پست ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور اسلام تمام غیر مسلموں کے لئے اپنی آغوش مساوات کھولے ہوئے ہے۔"

یہ الفاظ کسی مسلمان کے نہیں۔ بلکہ ایک ہندو کے اور معزز ہندو کے ہیں۔ جو ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مجمع میں کہے گئے۔ اور جن کے صحیح ہونے سے کوئی عقلمند ہندو انکار نہیں کر سکتا ؁

ان حالات میں جبکہ ہندو مذہب کے بڑے بڑے سرکردہ لوگ بھی اس بات کا علی الاعلان اقرار کر رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور نہ صرف اقرار کر رہے ہیں بلکہ صدیوں کے اپنے عمل اور سلوک سے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا رہے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی اس مخلوق کو جسے ہندوؤں نے اچھوت قرار دیکر انسانیت کے درجہ سے محروم کر رکھا ہے۔ بتائیں کہ اس کی نجات کا رستہ صرف اسلام ہے۔ اسلام کی آغوش میں آکر وہ تمام ان حقوق کے مستحق ہونگے۔ جو کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان کو مذہب میں حاصل ہیں۔

افسوس ہے۔ کہ مسٹر ساورکر جیسے ہندو تو اچھوت اقوام کو اسلام سے متنفر کرنے کے لئے غلط اور جھوٹ باتیں اسلام کی طرف منسوب کرنے سے دریغ نہ کریں۔ لیکن مسلمان اسلام کی اس خوبی اور بڑائی کو بھی ان اقوام کے سامنے پیش نہ کریں جس کا اقرار اور اعتراف اعلیٰ پایہ کے ہندو بڑے زور کے ساتھ کر رہے ہیں ؁

خلافت کانفرنس کے اخراجات

انگریزی معاصر "مسلم ہیرلڈ" الہ آباد (۲۱ر فروری) میں گذشتہ خلافت کانفرنس منعقدہ کانپور کے اخراجات کی تفصیل شائع ہوئی ہے۔ جس میں سے بعض مدات کی رقوم اس لئے درج کی جاتی ہیں تا معلوم ہو سکے۔ کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع جس میں خلافت کانفرنس کی نسبت بہت زیادہ افراد شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ کس سادگی اور کفایت شعاری ایثار اور قربانی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

خلافت کیمپ کی تعمیر پر ۰-۵-۲۳۱۲ صرف کئے گئے۔

کیمپ اور جلسہ گاہ کی سجاوٹ وغیرہ کے لئے جو فرنیچر لیا گیا۔ اس پر ۰-۰-۵۹۳ روپیہ خرچ ہوئے۔

خیموں کے لئے ۰-۱۱-۱۹۱۰ روپے دئے گئے۔

۶-۸-۱۵۱۴ روپے روشنی پر صرف ہوئے۔

اسباب کا کرایہ ریل گاڑی - باورچی خانہ کے برتن - ٹرنک - ٹائپ کیش بکس - ٹیبل میز پوش اور دیگر متفرق اخراجات پر ۳-۰-۲۹ خرچ

یہ اخراجات جس قدر مجمع کے لئے کئے گئے۔ اس کا اندازہ خوراک کے بل سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو "سول اینڈ ملٹری ہوٹل" کے مالک کو ادا کیا گیا۔ اس اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کو کئی وقتوں کے کھانے کا بل جس میں مہمانوں کے علاوہ کام کرنے والوں اور اردلیوں وغیرہ کی خوراک کے اخراجات بھی شامل تھے۔ ۰۔ ۱۵ ۔ ۱۵۷ روپے دیا گیا ⁂

اس قدر قلیل مجمع کے لئے اس قدر اخراجات کا مقابلہ جب ہم اپنے سالانہ جلسہ کے عظیم الشان مجمع کے اخراجات سے کرتے ہیں۔ تو اپنے جلسہ کے منتظمین اور کارکنوں کے حسن انتظام کفایت شعاری اور اعلےٰ کارکردگی کا تہ دل سے اعتراف کرنا پڑتا ہے اور وہ تمام اصحاب بھی جو بذات خود سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔

مولوی ظفر علی اور سلطان ابن سعود

سلطان ابن سعود کی ملاقات اور مہمان نوازی سے شرف اندوز ہونے کے بعد مولوی صاحب نے حق نمک ادا کرنے کے لئے انکی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دئے ہیں۔ اور یہاں تک فرماتے ہیں کہ :۔

"ابن سعود کی شخصیت میں مقناطیسی کشش ہے۔ جو بہترین عرب ہے۔ جو بدوی صفات کے علاوہ ایسا دل و دماغ رکھتا ہے جو بڑے سے بڑے مدبر کے لئے باعث افتخار ہو۔ بعض حلقوں میں یہ خوف ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ ایک یورپین طاقت کے زیر اثر ہے۔ لیکن یہ خوف بالکل بے بنیاد ہے۔" (زمیندار ۱۴ فروری)

مگر یہی مولوی صاحب انہی سلطان ابن سعود کے متعلق اسی اخبار زمیندار میں ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۰ء کو جو کچھ لکھ چکے ہیں۔ وہ یہ ہے :۔

"مقام شکر ہے۔ کہ جناب شیخ نجد نے جنگ میں برطانیہ کا ساتھ دیکر ان تمام پرانے کینوں کو جو وہابیوں کی طرف سے انگریزوں کے سینوں میں تڑپ رہے تھے۔ میٹ دیا اور انگریزوں پر ثابت کر دیا۔ کہ وہابی ہلال کا جہاد ہی نہیں۔ بلکہ صلیب کا جہاد بھی کر سکتے ہیں۔ اور اس لئے ان سے بدگمان ہونا درست نہیں ہو سکتا۔"

ان الفاظ میں بڑے زور کے ساتھ سلطان ابن سعود پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے جنگ میں انگریزوں کا ساتھ دیا جو اسوقت ترکوں کے خلاف لڑ رہے تھے مگر آج اس کے مقابلہ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ان پر کسی دوسری حکومت کا اثر نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں بہت بڑا مدبر اور تمام خوبیوں کا جامع بتایا جا رہا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ سلطان ابن سعود ایک روشن دماغ مدبر ہوں۔ اور یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کسی دوسری حکومت کے زیر اثر نہ ہوں لیکن مولوی ظفر علی صاحب جیسے انسان کے منہ سے یہ باتیں سنکر بہت کم لوگ ہونگے جو اعتبار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور جو پہلے سلطان موصوف کی خوبیوں کے قائل بھی ہوں۔ انہیں بھی شبہ پڑ جائے گا۔ کیونکہ مولوی صاحب کسی کی تعریف یا مذمت اس لئے نہیں کیا کرتے۔ کہ وہ تعریف یا مذمت کا مستحق ہوتا ہے بلکہ ذاتی اور نفسانی اغراض ان کی زبان اور قلم کو متحرک کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت وہ جس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت اس میں عیب نکالنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر اسی کو تمام صفات کا مجموعہ بتایا کرتے ہیں ⁂

اچھا کھانا اور عمدہ لباس پہننا

اسلام نے جہاں اسراف اور فضول خرچی سے منع کیا ہے وہاں اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اپنی حالت نہ رکھنے کو بھی ناپسند کیا ہے۔ اور کنجوسی اور خست کو بہت برا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ میں ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسوقت میرے جسم پر ادنیٰ قسم کا میلا کچیلا لباس تھا۔ چونکہ حضور کو میری فارغ البالی کا حال معلوم تھا۔ اس لئے دریافت فرمایا کہ کیا اب تمہارے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا کا شکر ہے۔ میں اطمینان کی حالت میں ہوں مال و زر بھی ہے۔ تجارت بھی کامیاب ہے۔ اور گھوڑے۔ اونٹ اور غلام بھی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو مال عطا فرمایا ہے تو پھر تم اسقدر شکستہ حال کیوں رہتے ہو۔ مناسب ہے کہ ایسا لباس پہنو۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل و کرم کا اثر تم پر ظاہر ہو لیکن ہر حال میں اس بات کا خیال رکھو کہ غرور و تکبر تمہارے پاس نہ آنے پائے۔

پھر فرمایا :۔ ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ وکلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا ما لم یخالط اسراف والتبذیر کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پسند کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں دی ہوں۔ ان کا اثر ان پر معلوم ہو۔ پس اے لوگو! کھاؤ اور پیو۔ اور صدقہ دو۔ اور پہنو۔ لیکن اس حد تک کہ اسراف و تبذیر یعنی فضول خرچی کے دائرہ میں داخل نہ ہو جاؤ۔

اسلام کی دیگر پُرحکمت تعلیموں کی طرح یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے لیکن افسوس کہ مسلمانوں کا اکثر حصہ اسراف اور تبذیر میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔ تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو اچھے کھانے اور اچھے پہننے کو روحانیت اور تقویٰ کے خلاف سمجھنے لگ گئے اور غلاظت میں لت پت ہونے اور خراب کھانے کو روحانیت کی علامت سمجھنے لگ گئے۔ ایسے ہی لوگ یا ان کے ہمخیال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ آپ کیوں صاف کپڑے پہنتے اور اچھا کھانا کھاتے ہیں ⁂

جنگِ عظیم کے ہولناک نتائج

گذشتہ جنگ عظیم دنیا کے لئے اتنی بڑی آفت اور بلا تھی کہ جو جلدی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن افسوس انسان اسقدر زود فراموش اور لاپرواہ ہے۔ کہ اس جنگ کے ظاہری اثرات آج اس کے قلب پر بہت کم نظر آتے ہیں۔ اس جنگ میں نقصانات کا جو سرسری اندازہ لگایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے :۔

(۱) ایک کروڑ ایسے سپاہی جن کے مقتول ہونے کا علم ہوا۔
(۲) ۳۰ لاکھ ایسے سپاہی جن کے مقتول ہونے کا احتمال ہے۔
(۳) ایک کروڑ ۳۰ لاکھ عام آبادی کے انسان ہلاک اور سخت زخمی ہوئے۔
(۴) ۲ کروڑ زخمی ہوئے (۵) ۳۰ لاکھ اسیران جنگ و مفقود الخبر۔
(۶) ۹۰ لاکھ یتیم بچے (۷) ۵۰ لاکھ بیوہ عورتیں۔
(۸) ایک کروڑ جلا وطن اور خانماں برباد۔

ان نقصانات پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کیسا زور آور حملہ تھا جو بحر پر بھی ہوا اور بر پر بھی۔ جو دریاؤں پر بھی ہوا اور مرغزاروں پر بھی۔ کاش! دنیا اس سے عبرت پکڑے اور اپنے خالق حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ تا آئندہ اس قسم کے قہری حملوں سے بچ سکے ⁂

دیوبند کی حالت زار

بالفاظ اخبار "مدینہ" (۲۱ فروری) دیوبند کی درسگاہ میں "بے جا اختیارات اور دلشکن رازہائے درون پردہ کی روح برعمل میں ورڑ رہی ہے" اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو رہا ہے کہ :۔

"ہم قوم اور ملت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنی توجہ اس عظیم الشان دار العلوم کے نظم و نسق کی طرف مبذول کریں۔ ورنہ عنقریب اس یادگار صالحہ کا نشان بھی مٹ جائے گا۔"

ایک معمولی سے مدرسہ کے متعلق یہ ان لوگوں کی انتظامی قابلیت کا حال ہے۔ جو سلطنتوں کے انتظام و انصرام میں دخیل کار بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور آج کل اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ سلطان ابن سعود حجاز کی حکومت ان کے حوالے کر دے۔ پھر جو طریق یہ لوگ تجویز کریں۔ اس کے مطابق حجاز پر حکومت ہو ⁂

ان علماء کو سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے دین سے غافل ہو جانے کی وجہ سے انہیں تو اتنی بھی اہلیت باقی نہیں رہی کہ اپنے گھر کا انتظام عمدگی سے ..... کر سکیں۔ حجاز جیسی سلطنتوں کے انتظام میں کیا دخل دیں ⁂

صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر جو انہوں نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۶ء پر فرمائی)

سورہ کہف کا آٹھواں رکوع تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:۔
حضرات! جب سے میں جلسہ پر تقریر کرنے لگا ہوں۔ تقریباً یہی مضمون میرے حصہ میں آتا ہے۔ کہ میں صداقت مسیح موعودؑ پر کچھ بیان کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہمیشہ ایسے مسئلے کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس پر تمام باتوں کا دارومدار ہو اور انسان چونکہ بھول جاتا ہے اس لئے اسے بار بار یاد کرانے کی ضرورت ہوتی ہے +

مسئلہ صداقت مسیح موعود کی اہمیت

حضرات! اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ بات بالکل صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ صداقت مسیح موعودؑ پر اسلام کی ترقی بلکہ زندگی موقوف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا مسئلہ وہ مسئلہ ہے کہ اگر لوگ اس کو سمجھ جائیں تو اسلام یقیناً ترقی کر جائے۔ اور نہ صرف ترقی کر جائے۔ بلکہ مضبوط ہو جائے۔ کیونکہ آج اگر اسلام کی صداقت بیان کی جاسکتی ہے۔ تو وہ اسی ذریعہ سے کی جاسکتی ہے۔ کہ اسلام نے جو ایک آنے والے مسیح کی خبر دی تھی۔ وہ اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ اور جب اسلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو پھر اس بات میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ اس مسئلے پر یقین کرنے سے اسلام ترقی کرتا ہے۔ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

آیات تلاوت کردہ

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق ایک اصل بیان کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مخالفین کا ایک اصل بھی بیان فرمایا ہے۔ ان دونوں فریقوں کے اصول کو اس لئے اکٹھا بیان کیا ہے۔ کہ ہم ان سے ان کو پہچان لیں کیونکہ جب ہمارے سامنے دو مختلف آدمیوں کے حلیئے ہوں تو ہم ان کو بآسانی پہچان سکتے ہیں۔ پس سچوں کے بالمقابل ان لوگوں کا معیار شناخت بھی بیان کر دیا۔ جو سچے نہیں۔ بلکہ سچوں کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف ہمیں سہولیت پہنچانے کے لئے کیا گیا۔ تاکہ جب کبھی یہ دونوں لڑتے ہوں۔ تو ان آیات کا مضمون یاد رکھنے والے حق پر ہونے والوں اور ناحق پر ہونے والوں کو پہچان لیں +

حق پر ہونے والوں کا معیار شناخت

اب میں پہلے حق پر ہونے والوں کا معیار شناخت پیش کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو عام طور پر نبی یا رسول کہا کرتے ہیں۔ سو خدا تعالیٰ ان کی شناخت کا یہ معیار قرآن شریف میں بیان فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ یعنی ہم نہیں بھیجا کرتے رسولوں کو مگر دو حالتوں میں۔ ایک یہ کہ وہ بشارت دینے والے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ ڈرانے والے ہوتے ہیں۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے کوئی نبی باہر نہیں رہ سکتا۔ یہ ضروری ہے۔ کہ جو نبی ہو کر آئے وہ مبشر بھی ہو اور منذر بھی ہو۔ یہ تو نبیوں کے متعلق معیار ہے۔ یا صفت ہے یا حالت ہے۔ کہ جو شخص بھی خدا کی طرف سے ہمارے سامنے آئے۔ وہ مبشر اور منذر ہو۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ وہ فی الواقع مبشر بھی ہے۔ اور منذر بھی۔ تو وہ یقینی طور پر خدا کی طرف سے ہوگا +

ناحق پر ہونے والوں کا معیار شناخت

اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی شناخت کے لئے بھی معیار بیان فرما دیا۔ جو ناحق پر ہوتے ہیں۔ اور ان کا مقابلہ کرتے ہیں جو حق پر ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۔ یعنی مقابلہ کرتے ہیں ہر ایک کا وہ لوگ جو منکر ہوتے ہیں باطل کے ساتھ اس واسطے کہ سچائی کو اس باطل کے ذریعے گرا دیں اور جھوٹا ثابت کر دیں +

خلاصۂ کلام

اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ رسول مبشر اور منذر ہوگا۔ اور اس کا منکر باطل بناء پر جھگڑا کرنے والا۔ اب یہ ایک مقیاس ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں دیدی۔ کہ ہم اس سے ان کو پہچان لیں۔ اور ان دونوں فریقوں میں ایک تفریق پیدا کر دیں۔ تاکہ حق اور باطل میں ایک بیّن تمیز پیدا ہو سکے۔ کیونکہ یہ سوال پیدا ہوا کرتا ہے۔ کہ دعوے کرنیوالے کو یونہی مان لیا۔ اور اس کا انکار کرنے والوں کو یونہی جھوٹا قرار دے دیا۔ اس لئے یہ فرما دیا۔ کہ ہر مدعی کو تسلیم بھی نہ کرو اور ہر منکر کو رد بھی نہ کرو۔ اس کو دیکھو کہ مبشر اور منذر ہے یا نہیں۔ اور پھر اس کو دیکھو کہ وہ مقابلہ بالباطل کر رہا ہے یا بالحق۔ اگر مقابلہ بالحق کر رہا ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ دعوے کرنے والا جھوٹا ہے۔ اور اگر وہ بالباطل مقابلہ کر رہا ہے۔ تو اس کا یہی نتیجہ ہے۔ کہ دعوے کرنے والا فی الواقع سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے +

حضرت مسیح کا دعویٰ

یہ دو اصول جو زریں اصول ہیں کسی کی صداقت پہچاننے کیلئے بہت ہی کار آمد اور مفید ہیں۔ اب میں ان ہر دو اصول کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ پیش کرتا ہوں اور آپ کے مخالفوں کی حالت دکھلاتا ہوں +

حضرت مسیح موعودؑ نے جن کا اسم مبارک مرزا غلام احمد قادیانی ہے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔
"وَاِنِّیْ بُعِثْتُ عَلٰی رَأْسِ هٰذِهِ الْمِائَةِ الْمُبَارَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ ۔ لِاَجْمَعَ شَمْلَ الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ ۔ وَ اَدْفَعَ مَا صِيْلَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَخَيْرِ الْبَرِيَّةِ ۔ وَ اَكْسِرَ عَصَا مَنْ عَصٰى وَاُقِيْمَ جُدْرَانَ الشَّرِيْعَةِ"
(اعجاز المسیح صفحہ ۵ مطبوعہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۱ء)

آپ فرماتے ہیں۔ میں اس صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تاکہ تفرقوں کو دور کروں۔ اور کتاب (یعنی قرآن) اور رسول (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو اعتراضات اور حملے کئے جا رہے ہیں۔ ان اعتراضوں اور حملوں کو دفع کروں۔ اور ہر سرکش اور نافرمان کی تاب و تواں کو زائل کر دوں اور شریعت کی دیواروں کو مضبوط کر دوں۔ یہ مقصد آپ نے اپنے دعوے کے بیان فرمایا +

اب آپ کا دعوےٰ کیا ہے۔ آپ کا دعوےٰ آپ ہی کے لفظوں میں یہ ہے۔
"وَقَدْ بَيَّنْتُ مِرَارًا وَ اَظْهَرْتُ لِلنَّاسِ اِظْهَارًا اِنِّیْ اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ وَالْمَهْدِيُّ الْمَعْهُوْدُ"
(اعجاز المسیح صفحہ ۶ مطبوعہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۱ء)
میں نے بار بار بیان کر دیا۔ اور جیسا کہ اظہار بیان کے لئے شرط ہے۔ میں نے ظاہر کر دیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں میں مہدی معہود ہوں +

رفع شک

یہ آپکا دعویٰ ہے۔ اب اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم کسی دعویٰ کرنیوالے کے صرف اتنا کہدینے پر کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں کیونکر اسے مان لیں کہ وہ خدا ہی کی طرف سے آیا ہے۔ ہم خدا کے پاس نہیں گئے۔ جو اسے دیکھتے۔ اور ادھر ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ بھی ہم میں بیٹھا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر یہ کبھی غائب ہو جاتا۔ تو پھر بھی کسی حد تک گنجائش تھی۔ اور ہم شائد مان لیتے۔ کہ یہ جو غائب ہوگیا تھا۔ ممکن ہے۔ خدا ہی کے پاس گیا ہو اور پھر وہاں سے آکر کہتا ہو۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ لیکن یہ تو یہاں ہی رہتا ہوا دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ پس جس طرح ایک شخص کہیں باہر جائے۔ اور وہاں سے آکر کہے۔ کہ میں وہاں سے آیا ہوں۔ اور اس بات کے ثبوت کے لئے وہاں کے

اخبارات۔ تحائف۔ خط اور شہادتیں اگر کوئی اس جگہ سے لے ہو سکتی ہیں پیش بھی کرے۔ لیکن پھر بھی سب باور نہیں کر سکتے جب تک کہ یقینی اور قطعی بات نہ کرے۔ اسی طرح اس قسم کے مدعی کے لئے کہ جو کہے۔ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر فی الواقع خدا کی طرف سے آئے ہو۔ تو اس کو ثابت کرو۔ اور ہمیں ایسے علامات بتاؤ۔ کہ جن سے ہم اس دعوے کی صداقت کو مان سکیں۔ ایسا شخص تب ہی اپنے دعوے کو منوا سکتا ہے۔ جب وہ وہاں کی کوئی چیز بتائے اور دکھائے۔ سو خدا کے ہاں کی عمدہ چیزوں میں سے ایک علم غیب ہے۔ اور اس کا خزانہ صرف اسی کے پاس ہے۔ اور جس چیز کی مارکیٹ اور خزانہ سوائے خدا کے اور کسی کے پاس نہیں۔ اس کے متعلق کوئی کہہ ہی کس طرح سکتا ہے۔ کہ یہ وہاں کی چیز نہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ غیب کا علم خدا ہی کے پاس ہے۔ اور اس کی چابیاں بھی اسی کے پاس ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ (انعام - ۶۰) یعنی خدا ہی کے پاس غیب کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ اور کوئی آدمی نہیں۔ جو خدا کے ان خزانوں کو کھول سکے۔ کیونکہ یہ ایسا مقفل ہے۔ کہ اس کی چابیاں بھی سوائے خدا کے ہاتھ کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ پس اگر کوئی دعوے کرتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تم خدا کے خزانوں سے کچھ لائے ہو۔ تو واقعی تم خدا کی طرف سے بھی آئے ہو۔ اور اگر وہاں سے کچھ نہیں لائے۔ تو پھر تم اس کی طرف سے آئے بھی نہیں۔

نبی کا علم غیب

پس اس سوال کے جواب کے لئے میں بتاتا ہوں۔ کہ غیب کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ۔ کہ نہیں بھیجے ہم نے رسول مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے۔ اب یہ بشارت دینا یا ڈرانا کسی آئندہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ سب پر ظاہر ہے۔ کہ آئندہ کی خبر کو غیب کہتے ہیں۔ یعنی پیشگوئی کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وقت سے پہلے کسی امر کے متعلق بتا دینا۔ کہ یہ اس طرح ہوگا یا اس طرح نہ ہوگا۔ اب یہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے تاریخ مشاہدہ کرانے والا کوئی اور شے مطلقاً بتا نہیں سکتی۔ بلکہ فرشتے بھی اس بات تک پہنچنے سے عاجز ہیں۔

اگر اس کے متعلق کوئی کچھ اطلاع پاتا ہے۔ تو وہ انبیاء اور رسل کا گروہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن - ۲۶) یعنی اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیب کا خزانہ خدا کے پاس ہے۔ اور اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا اس غیب کے خزانہ کا منہ اپنے برگزیدہ لوگوں پر کھولتا ہے۔ جو تبشیر اور انذار کے رنگ میں کھلتا ہے۔

مسیح موعود پر غیب کا اظہار

اب جس مدعی نے اس زمانہ میں خدا کی طرف سے ہونے کا دعوے کیا دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس پر اس خزانہ کا منہ کھولا گیا۔ اور اس نے تبشیر و انذار کا کام کیا۔

اگر اس موعود نے جو اس زمانہ میں مدعی ہے تبشیر و انذار کا کام کیا۔ تو فی الواقع وہ مرسلین میں شامل ہے۔ اور سچا ہے۔ لیکن اگر یہ کام اس نے نہیں کیا تو پھر وہ نہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ ہی سچا اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ کہ جس سے وہ اپنا منجاب اللہ ہونا ثابت کر سکے۔ اور یہ یقین کرا سکے۔ کہ وہ سچا ہے۔

تبشیر کا پہلو

اس اصل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اب میں سب سے پہلے بشارت کے پہلو کو لیتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے جن کا دعوےٰ ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں یہ کام کیا یا نہ؟ خدا تعالےٰ نے آپ کو اس وقت جب کہ آپ اکیلے تھے۔ بتایا یاتون من کل فج عمیق۔ کہ دور دور سے اور کثرت سے لوگ آئیں گے۔ اس وقت آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور نہ صرف آپ ہی کو نہ جانتا تھا۔ بلکہ قادیان کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ پھر کوئی ایسے سامان بھی نہ تھے۔ کہ جن سے اس قدر عظیم الشان حالت کے پیدا ہو جانے کا قیاس کیا جا سکتا۔ ان حالات میں آپ نے اپنے متعلق آج سے بہت پہلے یہ بشارت دی۔ کیا یہ بشارت درست نکلی؟ اس کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمام حضرات جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اور تمام وہ اشخاص جو اس وقت تو یہاں موجود نہیں۔ مگر احمدی ہیں اپنے اپنے وجود سے اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ یہ بشارت جو غیب پر مبنی تھی۔ پوری ہوئی اور پوری ہو رہی ہے۔ اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہے گی۔

انذار کا پہلو

حضرات! میں نے مختصر طور پر تبشیر کا پہلو دکھلایا ہے۔ اب میں اسی طرح مختصر طور پر انذار کا پہلو دکھاتا ہوں۔ انذاری رنگ میں آپ نے خدا سے علم غیب پا کر یہ خبر دی۔ کہ طاعون آئے گی۔ مجھے وہ قصہ یاد ہے۔ جب آپ نے اشتہار دیا۔ کہ زمین پر سیاہ پودے لگاتے ہوئے فرشتوں کو میں نے دیکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ زمین میں طاعون کی تخم ریزی کی گئی۔ چنانچہ سارے ملک میں طاعون پھیل گئی۔ آپ نے صرف طاعون ہی کی انذاری پیشگوئی نہیں کی۔ بلکہ زلزلوں۔ جنگوں اور تباہیوں کی بھی ہولناک خبریں دیں۔ جو پوری ہو چکیں۔ اور جو باقی ہیں۔ پوری ہو چکنے والی خبروں کا قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ ضرور پوری ہونگی۔

نجوم اور علم غیب میں فرق

اس انذار و تبشیر کو دیکھکر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب نجومی بھی آئندہ کی خبریں دے سکتے ہیں۔ تو کیونکر ہم اس شخص کو نبی مان لیں۔ جو کہتا ہے۔ کہ میں جو کہتا ہوں۔ خدا سے خبر پا کر کہتا ہوں مگر ایسا کہنے والے حق بجانب نہیں ہوتے کیونکہ علم غیب اور علم نجوم میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک نجومی دشمنوں کی ہلاکت اور اپنی کامیابی کے متعلق خبریں نہیں دے سکتا۔ کسی غیر کے متعلق تو وہ کچھ نہ کچھ بتائے گا۔ لیکن اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں بتا سکتا۔ لیکن اس کے بالمقابل ایک نبی اپنے لئے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لئے تبشیر یا انذار کے رنگ میں خبریں دے سکتا ہے اور صرف خدا سے اطلاع پا کر دے سکتا ہے۔ جسے علم غیب ہی کہتے ہیں۔ لیکن ایک نجومی کی رسائی یہاں تک نہیں۔ وہ قیاسی باتوں کو بیان کرتا ہے۔ اور قیاسی باتیں ہرگز علم غیب نہیں کہلا سکتیں۔ (باقی)

لادوقیوں کا خط کیا ہوا

اناجیل کے جمع کرنے کا زمانہ ایک نہایت تاریک زمانہ تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ لوگ الہامی کتب کی پورے طور پر حفاظت نہ کر سکے۔ اور انجیل میں بہت کچھ کمی بیشی واقع ہو گئی۔ بعض مقامات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بڑا حصہ بالکل گم ہے۔ نامعلوم عیسائی صاحبان کیوں اس کی تلاش نہیں کرتے۔ ذیل میں پولوس رسول کے ایک خط کا حوالہ درج کرتا ہوں۔ جس میں انہوں نے ایک ایسے خط کا ذکر کیا ہے۔ جس کا وجود اناجیل اربعہ میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ کیا ہم امید کریں۔ کہ پادری صاحبان تکلیف فرما کر ہمیں اس خط سے آگاہ کریں گے۔ نامہ قلسیون باب ۴ آیت ۱۶ میں پولوس فرماتے ہیں:-

"اور جب یہ خط تم میں پڑھا جاوے۔ تو ایسا کرو۔ کہ لادوقیوں کی مجلس میں بھی پڑھا جاوے اور لادوقیوں کا خط تم بھی پڑھو۔"

خط کشیدہ عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پولوس رسول نے ایک خط لادوقیوں کے نام بھی لکھا تھا۔ مگر آج وہ بالکل مفقود ہے۔ کیا یہ

آریوں کے لاثانی محقق کی حقیقت

پنڈت لیکھرام صاحب اور رسم ستی

(چھ مارچ کی یادگار میں لکھا گیا۔)

جنہیں آریہ سماج کے "دھرم ویڑ" اور "مہابلی" پنڈت لیکھرام صاحب کی کلیات آریہ مسافر کے پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہے وہ اس رائے سے اتفاق کرینگے۔ کہ اس شخص کے دل میں اسلام انبیاء اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اس قدر بغض اور تعصب بھرا ہوا تھا۔ کہ جسکی نظیر کسی دیگر سماجی میں ملنی محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جس طور سے قلم چلایا وہ ایک محقق اور حق پسند کی شان کے قطعی منافی تھا۔ آریہ سماجی اسے محقق اور بے لاگ محقق کہیں۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ اس شخص کو حق پسندی اور راست بیانی و صدق سے کوئی غرض نہ تھی۔ اس کا مقصد اور مدعا یہی اور صرف یہی تھا۔ کہ کسی طرح اپنی قوم کو اسلام اور ارکان اسلام ہادیان برحق اور نبی صادق سے بدظن اور بیزار کیا جائے تا وہ رَو جو ہندو نوجوانوں کو اسلام کی طرف بہائے لیجا رہی تھی۔ رک جائے۔ اس وجہ سے اس نے حق دیکھا نہ ناحق۔ جو دل میں آیا اور جس بات کو دیکھا کہ اسلام کے خلاف نفرت پیدا کرنے کیلئے مہیج ہے اس کو لکھا اور جا بجا بیان کیا۔ اور بہتان و افترا سے کام لیتے ہوئے وہ عیب جن کے مرتکب خود اسی کے بزرگ ہوئے تھے بیگناہ مسلمانوں کے سر منڈھ دیئے۔

یہ مختصر سا مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ آریوں کے اس لاثانی محقق کی "فاضلانہ تحقیق" اور "حق پسندی" کا بالتفصیل ذکر کیا جائے۔ اس لئے یہ تبلانے کے لئے کہ یہ شخص حق و راستی سے کس قدر دور تھا۔ ذیل میں بطور نمونہ مشتے از خروارے اس کی کلیات سے ایک فقرہ نقل کیا جاتا ہے۔ ناظرین دیکھیں گے۔ کہ آریہ سماج کے "شردمنی" کو مسلمانوں سے کس قدر بیر اور عداوت تھی۔ اپنے آباء و اجداد کی خلاف انسانیت رسوم پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونے کا دستور ہوا۔ تاکہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۸۵ کالم ۲)

جس شخص نے ہندوستان کی قدیم تواریخ کا سرسری طور سے بھی مطالعہ کیا ہوگا۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے اس فقرہ میں کس قدر حق پوشی سے کام لیا۔ اور کس ناروا جرأت سے اس ظلم عظیم اور بدترین رسم (ستی) کا الزام مسلمانوں پر لگایا۔ کس قدر اندھیر ہے۔ کہ جس رسم کو مسلمان بادشاہوں نے روکا۔ اور اس کی روک تھام میں اخلاقی دباؤ بھی ڈالا۔ خود وہی اس رسم بد کا باعث بتلائے جائیں۔ مگر واقعات کسی کی دور رعایت نہیں کیا کرتے۔ وہ اپنی سچائی ہمیشہ دنیا سے منوا لیا کرتے ہیں۔ اسلئے ہم ذیل میں چند تواریخی حوالے نقل کرتے ہیں۔ تا ناظرین دیکھیں غور کریں اور فیصلہ کر سکیں کہ آریہ سماج کے اس لاثانی محقق کی حق پسندی اور علمی قابلیت کس قدر تھی۔ اور جان لیں۔ کہ ہندوستان جنت نشان کو اگنی کنڈ کی شکل میں تبدیل کر دینے والی رسم ستی کا باعث مسلمان تھے یا خود اس "لاثانی محقق" کے آباؤ اجداد؟

پہلا حوالہ ٹھاکر ہنومنت سنگھ رگھو ونشی لکھتے ہیں:-

"وجے سین کا پایہ تخت بلبھی پور علاقہ گجرات میں تھا۔ ۵۲۴ء میں وہاں شلادتیہ نامی راجہ برسر حکومت تھا۔ ان پر کسی غیر ملک کے دشمن نے چڑھائی کی۔ اور بلبھی پور کو تباہ کر دیا۔ اس لڑائی میں شلادتیہ بڑی جوانمردی سے لڑے اور مع اپنے رشتہ داروں کے مارے گئے۔ اور ان کی رانیاں ان کے ساتھ ستی ہو گئیں" (میواڑ کا اتہاس ہندی صفحہ ۲)

ان فقرات کو پڑھ کر ہر ایک ہوشمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب ۵۲۴ء میں بھی رسم ستی اس ملک میں رائج تھی۔ تو پھر اس کا باعث مسلمان کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان حکمرانوں کا ہندوستان میں آکر برسر اقتدار ہونا تو کجا اس وقت ابھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ظہور نہ ہوا تھا۔

دوسرا حوالہ لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں۔ جس وقت ہندوستان پر موریہ خاندان حکمران تھا اس وقت بھی رسم ستی رائج تھی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل الفاظ سے عیاں ہے:-

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ستی کی رسم اس وقت جاری تھی" "گو کسی عورت کو ستی ہونے پر مجبور نہ کیا جاتا تھا"

(سوانح عمری مہاراج اشوک اردو صفحہ ۹)

اور یہ ظاہر ہے۔ کہ موریہ خاندان کا زمانہ حکومت ۱۸۵ سنہ سے ۳۲۲ سنہ قبل مسیح تک ہے۔

(دیکھئے ہندی میں بھارت کے پراچین راج ونش جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

تیسرا حوالہ پھر یہی نہیں۔ اشوک اور چندر گپت وموریہ کے زمانہ حکمرانی سے بھی قبل یہ رسم بد جاری تھی یعنی جس وقت یونان کے مشہور بادشاہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس وقت ہندوستان میں جاری تھی جس کے لئے ملاحظہ ہو لالہ لاجپت رائے صاحب کا حسب ذیل بیان۔ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"اسکندر کی فوج میں ایک ہندوستانی افسر کی عورت ستی بھی ہوئی تھی" (مہاراج اشوک اردو صفحہ ۱۰۵)

ہندوستان کی تواریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں کہ سکندر یونانی کا سنہ ولادت ۳۶۵ سنہ اور ہندوستان پر حملہ آوری ۳۲۷ سنہ قبل از مسیح ہے (دیکھئے ہندی میں سکندر شاہ صفحہ ۱۴ و صفحہ ۹۶ مصنفہ چندر شیکھر پاٹھک) یہ وہ زمانہ ہے۔ کہ ابھی چندر گپت تخت حکومت پر متصرف نہ ہوا تھا۔ جب تواریخ کے مستند بیانات شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں رسم ستی مسلمانوں کی آمد سے بہت پہلے رائج تھی۔ تو پھر پنڈت لیکھرام کا یہ لکھنا کہ ستی کی رسم ظالم مسلمانوں کی وجہ سے جاری ہوئی۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

چوتھا حوالہ انہی حوالوں پر اکتفا نہ کرتے ہوئے معزز ناظرین کو ہم ہندوستان کے زمانہ قدیم کی طرف لے جا کر بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ رسم قدیم سے قدیم تر بلکہ قدیم ترین زمانہ میں بھی ویسے ہی رائج تھی جیسی کہ آغاز اسلام کے وقت ملک کشمیر کی مشہور تواریخ راج ترنگنی کا مترجم بحوالہ تاریخ کشمیر لکھتا ہے۔

"جب راجہ بھیم دیو والئے کشمیر کا چچیرا بھائی مسمی شانگا کسی زمیندار کی لڑکی پر عاشق ہو گیا (اور) حکومت کے گھمنڈ میں جبراً اس عفت شعار کے دامن عصمت میں دست انداز ہوا۔ لڑکی کے لواحق بھیم دیو کے پاس نالش لے گئے۔ تو دادگر بادشاہ نے بھائی کا پاس خاطر بالائے طاق رکھا۔ اور بدکردار کو قتل کر کے اپنی انصاف پسندی کا ایسا نمونہ پیش کیا۔ کہ جس کی نظیر شاذ ہی ملتی ہے۔ مقتول کی ماں نے بہت واویلا کیا۔ لیکن راجہ نے ایک نہ سنی۔ آخر وہ بھی شفقت مادری سے شانگا کے ساتھ شمشان پر ستی ہو گئی" (اردو راج ترنگنی جلد اول صفحہ ۴۳-۴۴)

یہ راجہ ان باون ۵۲ والیان کشمیر میں سے ایک ہے۔ جن کے حالات بقول پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی مفقود ہو چکے ہیں۔ اور ان ۵۲ راجاؤں کا زمانہ آج سے کم از کم تین چار ہزار سال قبل ہے۔ جب اس قدر قدیم زمانہ میں بھی ستی کا رواج نظر آتا ہے۔ تو پھر پنڈت لیکھرام یا کسی دوسرے آریہ سماجی کا اس رواج کا باعث مسلمانوں کو بتانا واقعات کا خون اور انصاف کا گلا گھونٹنا نہیں تو اور کیا ہے؟

پانچواں حوالہ لالہ شوبرت لعل ورمن ایم اے نے لکھا ہے:-

"کرم دیوی راجہ آنیت کی لڑکی نے خودکشی کی اور ستی ہوئی" (بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ اول صفحہ ۵۷)

چھٹا حوالہ اسی طرح یہی صاحب لکھتے ہیں :-

"راجہ نل کی عورت بھی ستی ہونے پر تیار تھی" (بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ)

ساتواں حوالہ "سوتو چینا اپنے خاوند میگھ ناد کے سر کے ساتھ ستی ہو گئی"

(بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ)

آٹھواں حوالہ یہی صاحب اس کتاب کے اسی صفحہ پر رقمطراز ہیں کہ :-

"رشو کی مہارانی ستی بھی ستی ہوئی تھی"

(بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ)

ہمارے خیال میں ان حوالجات کے ہوتے ہوئے اب کسی دشمن اسلام کو یہ جرأت نہ ہوگی۔ کہ وہ پنڈت لیکھرام کا ہمنوا ہوکر یہ کہے کہ ستی کی رسم مسلمانوں کے ظلم کی وجہ سے جاری ہوئی تھی۔ یہ آٹھ حوالے بجائے خود کافی ہیں۔ مگر ذیل میں اور بھی چند حوالے نقل کرتے ہیں۔

نواں حوالہ بھائی پرمانند ایم۔ اے نے بھی اپنی کتاب تاریخ پنجاب" میں تسلیم کیا ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں ستی کی رسم کا عام رواج تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے ہویدا ہے :-

"اس زمانہ کے شروع میں بھی (سکندر سے قبل) ستی کا رواج تھا۔ مادری اپنے پتی پانڈو کے ساتھ چتا پر چڑھی یونانیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ کہ کیتھا یسے میں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ اپنے آپ کو جلا دیتی تھیں۔ ڈایو ڈورس لکھتا ہے کہ گیبین کی لڑائی میں جو انٹی گوناس اور "یومے نیز" کے درمیان ہوئی۔ ایک ہندوستانی جرنیل "کے ٹی اس" نامی مارا گیا۔ اس کی دو عورتیں اس کے ساتھ جلائے گئے۔ جانے کی عزت کے لئے خواہشمند تھیں۔ چونکہ بڑی حاملہ تھی اور قانون کے مطابق وہ جل نہیں سکتی تھی۔ اس لئے چھوٹی کو جلنے کے لئے اجازت دی گئی" (تاریخ پنجاب اردو صفحہ ۱۱۵)

دسواں حوالہ اسی طرح مسٹر بندھو بھی تاریخ ہند جلد اول ہندی میں لکھتے ہیں۔ جنگ مہا بھارت کے مشہور ہیرو۔ ان کی بیویاں ان کے مرنے پر ستی ہوئیں۔ دیکھئے ذیل کے فقرات :-

"اب اکرور کی عورتیں اور ستیہ بھاما وغیرہ نے سنیاس لیکر جنگل کا راستہ لیا۔ اور رکمنی۔ ہیم وتی۔ جامب وتی اور شیویا نے اپنا جسم آگ میں جلا دیا۔ دسو دیو کی رانیوں میں سے دیوکی۔ روہنی مدرا اور بھدرا خاوند کے ساتھ ستی ہو گئی تھیں"

(بھارت ورش کا اتہاس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مصنفہ مسٹر بندھو)

گیارھواں حوالہ اب ہم ایک ایسے شخص کا حوالہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا ثانی آریہ سماج کے نزدیک چار ہزار برس سے ایک بھی نہیں ہوا۔ اور جو نہ صرف عالم اور ودوان ۔ برہمچاری اور یوگی تھا۔ بلکہ رشی اور مہرشی بھی تھا۔ اور مجال نہیں۔ کہ ایسے شخص کا قول آریہ سن کر بھی کسی قسم کی چون وچرا کر سکیں۔ وہ کون ہے۔ وہ انیسویں صدی کا مہرشی" سوامی دیانند ہے۔ سنئے اور غور سے سنئے۔ جناب سوامی دیانند صاحب پونا شہر کے ایک لیکچر میں فرماتے ہیں۔ کہ :-

"راجہ دھرت راشٹر نظر نا گیتی تھا۔ اور پانڈو دھرماتما تھا۔ پانڈو کی ایک رانی مادری ستی ہو گئی تھی۔ ستی ہونے کے لئے وید کا کوئی حکم نہیں۔ لیکن ستی ہونے کی بد رسم پہلے پہل پانڈو راجہ کے وقت سے چلی"

(اپدیش منجری ہندی صفحہ ۱۹۹)

کس قدر صاف۔ واضح اور بین الفاظ میں سوامی صاحب نے پنڈت لیکھرام کے الزام کی تردید کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ اس عبارت کو پڑھ کر بھی کوئی آریہ یہ کہنے کی جرأت کرے گا کہ ستی کی رسم مسلمانوں کے ظلم سے تنگ آکر جاری کی گئی۔

ہم سوامی صاحب سے اس قدر تو متفق ہیں۔ کہ پانڈو کی بیوی مادری ستی ہوئی۔ لیکن یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ رسم پانڈو کے زمانہ سے ہی چلی۔ جسے آج سے ۵۰۰۰ ہزار سال قبل کا بتلایا جاتا ہے۔

بارھواں حوالہ سوامی جی نے تو قدیم تر زمانہ میں ستی کا رواج بتلایا۔ مگر ہم قدیم ترین زمانہ میں اس کا پایا جانا پیش کرتے ہیں۔

پنڈت چندر دھر شرما گلیری بی۔ اے لکھتے ہیں :-

"ایسے کئی ثبوت ملتے ہیں۔ کہ راجاؤں اور دیگر آدمیوں نے آگ میں یا گنگا وغیرہ متبرک ندیوں میں ڈوب کر جان دیدی۔ رامائن میں جہاں دشرتھ کوشلیا کو منی کمار کے طعنوں کے تیروں سے مارے جانے پر اندھے منی کو بددعا کا قصہ بیان کر رہے ہیں۔ وہاں منی دمپتی کا دکھی ہو کر آگ کی چتا میں بیٹھنا کہا گیا ہے۔ (والمیک رامائن ایودھیا کانڈ ۶۴/۶۵) راجہ شو درک اگنی میں جل کر مرا تھا۔

(مرچھ کٹک ناٹک۔ پرستاونا)"

تیرھواں حوالہ یہی صاحب محقق کا نوٹ میں لکھتے ہیں کہ :-

"ویدک زمانہ میں (جو مہا بھارت اور رامائن سے قبل کا زمانہ ہے) کبھی کبھی ستی کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ جیسا کہ اور کئی مہذب اور غیر مہذب اقوام میں جاری تھی۔ ویدک زمانہ میں یہ رواج پرانا ہی چلا آتا تھا" (ناگری پرچارنی پتر کا دور جدید جلد اول صفحہ ۳۲۶)

اس قسم کے اور بھی کئی حوالہ جات نقل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر فی الحال اس مضمون کے لئے یہی کافی ہیں۔ آخر میں ہم اتنا بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ مضمون سوامی دیانند جی کی تائیدی شہادت نقل کئے بدوں مکمل نہ ہوتا۔ اسی طرح یہ مضمون روکھا اور نامکمل رہے گا۔ اگر اس میں پنڈت لیکھرام کی تکذیب میں خود پنڈت صاحب ہی کی شہادت نہ پیش کی جائے۔ اس لئے ہم ان کے اپنے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں :-

"اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس وحشیانہ خیال وجہالت خصال رسم (ستی) کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ اس بات میں سب سے پہلی تحریر آرسٹو بیوس کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ یہ رسم راجہ ٹکسلا کی عملداری میں پائی جاتی تھی۔ اور ایک مورخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھیاسی برس ہو چکے ہیں۔ جو یومینہ کی فوج میں ہوئی تھی۔ الخ"

(کلیات آریہ مسافر)

کسی نے سچ کہا ہے ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب اس شہادت کے ہوتے ہوئے کوئی مزید ثبوت نقل کرنا تحصیل حاصل ہے۔ جب خود مسلمانوں پر افتراء کرنے والا خود ہی دوسری جگہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ دو اڑہائی ہزار برس قبل بھی یہ رسم جاری تھی۔ تو اس کا مسلمانوں کے خلاف اپنی قوم میں نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان پر اس کا الزام لگانا خود بخود باد ہوا ہو گیا۔

(مفتی حسین احمدی مہاجر قادیان)

اعلان نظارت اعلیٰ

ہر ایک جماعت احمدیہ مجلس مشاورت گذشتہ کے فیصلوں کے ماتحت یہ رپورٹ بھیجے۔ کہ (۱) کیا آپ کی جماعت نے تبلیغی جلسہ کرایا۔ جیسا کہ مجلس مشاورت گذشتہ میں فیصلہ ہوا تھا (۲) کیا ہر ایک فرد نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور کچھ وقت معین کر کے تبلیغ کیلئے دیا (۳) سکرٹری صاحب تبلیغ نے مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق کام کیا اور ان لوگوں سے ہر ہفتہ میں تین گھنٹہ تبلیغ کے واسطے لئے۔ (۴) ہائی سکول میں طلباء کے اضافہ کے لئے آپ کی جماعت نے کیا کوشش کی (۵) سلسلہ کی کتب کی فروخت کے متعلق کیا کوشش کی گئی (۶) الفضل کی اشاعت کیلئے کیا کوشش کی گئی (۷) چندہ عام کی [illegible] کے لئے کیا کوشش کی گئی * (۸) [illegible] ناظر اعلیٰ *

میں نے کیوں بیعت خلافت ثانیہ کی

(گذشتہ سے پیوستہ)

پیغام صلح نے ایمان فروشی کا الزام مجھ پر لگایا ہے۔ اس پر میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر یہی ایمان فروشی ہے۔ اور مذہب کو خیرباد کہنا اسی کا نام ہے۔ تو میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہی نصیب کرے۔ کیونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ایسے عقائد کے رکھنے والوں کو "عقلمند مرزائی" سمجھتے ہیں۔ اور خود بھی اسی جماعت میں شمولیت جتاتے ہیں۔ سہ

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

لیکن یہ اہل پیغام کا قصور نہیں۔ انہوں نے پہلے کونسی بات حضرت خلیفہ اول رض کی مانی ہے۔ جو اب انکار سے پرہیز کریں۔ سنئے حضرت خلیفہ اوّل کے چند ارشادات حسب ذیل ہیں:-

(الف) میرے بعد خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔

(ب) غیر احمدیوں سے چندہ کے لئے دست سوال دراز نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کا اسلام اور ہے۔ اور ہمارا اسلام اور۔

(ج) مرکز کو مضبوط کیا جائے۔

اس بات کے بتانے کی حاجت نہیں کہ ان ہر سہ ارشادات میں سے کس پر غیر مبایعین نے عمل کیا۔ اب رہ گیا چوتھا ارشاد عقائد کے متعلق جو اس مکتوب میں ہے۔ اسے کیونکر تسلیم کریں۔

دوستو۔ یہ مذہب کا معاملہ ہے۔ کوئی کھیل یا تماشہ نہیں کہ اس کے ساتھ ہنسی کی جائے۔ اور خواہ مخواہ ذاتی عناد اور بغض وکینہ کا انتقام مذہب کی آڑ میں لیا جائے۔ پیغام نے میرے متعلق سو ظنی سے کام لیا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرتا۔ میں نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت نہایت انشراح صدر سے کی ہے۔ اور میں اپنے زعم میں نہایت غور اور خوض کے بعد اس فیصلہ پر پہنچا ہوں کہ مبایعین خلیفہ ثانی حق پر ہیں۔ پیغام کا حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خلیفہ اوّل کے نام سے یاد کرنا بتا رہا ہے۔ کہ اس وقت غیر مبایعین خلافت کے قائل تھے۔ اور کسی خلیفہ دوم کو بھی مان بیٹھتے۔ اگر مطلب کے مطابق کوئی اس وقت ہو جاتا۔ مجھ پر تو اللہ تعالیٰ نے اس قدر فضل اور احسان کیا ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ میں اپنے مبایعین بھائیوں سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ میری استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار

(ثناء اللہ خان ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل)

مسلمانوں کی تنظیم اور اہلحدیث

ماسٹر محمد شریف صاحب مدرس جہلم سکنہ ٹاہلیانوالہ نے اہلحدیث مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء میں اپنے مضمون "مسلمانوں کا امام اعظم" پر تین کالم سیاہ کئے ہیں۔ جس سے اصل غرض تو ان کی لوگوں کو غیر مقلد ہونے کی دعوت دینا ہے۔ مگر اپنی عادت سے مجبور ہو کر احمدیت پر ایسی طرز سے حملہ کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دراصل انہوں نے مضمون ہی احمدیت کی مخالفت پر لکھا ہے۔ اپنے مضمون میں انہوں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ مسلمان غیر مقلد ہو کر ہی دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ مسلمان اگر قرآن اور حدیث کو اپنا مطاع حقیقی خیال کریں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کو سمجھانے والا اور اس کی تعلیم پر عمل کر دکھانے والا بھی تو کوئی ہونا چاہئے۔ قرآن اور حدیث تو مسلمانوں کے بہت فرقوں کے پاس موجود ہیں۔ اور ہر ایک اپنے آپ کو صراط مستقیم پر ہی سمجھتا ہے۔ مگر مسلمانوں کی تباہی اور ذلت قرآن اور اس کے احکام سے دوری کا باعث ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی ایسا معلم ہو۔ جو مسلمانوں کو قرآن کے اصل معارف اور برکات سے بہرہ مند کرے۔ اور وہ سکھانے والا کوئی دیوبندی یا امرتسری نہیں بلکہ ملہم ربانی ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ وہ اگر ایک جماعت کو قرآن کے معارف اور حقائق بتا کر مذہب اسلام کو عام مذاہب پر برتر ثابت کر کے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ اس کا نام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام تھا جس کو خدا نے عین وقت پر مبعوث کیا۔ کیونکہ علماء سو کے وجود اور مسلمانوں پر ذلت ومسکنت کی مار بتا رہی تھی۔ کہ کوئی خدا کی طرف سے آئے۔ اور دنیا کو جو خدا سے دور اور صداقت سے ہٹ گئی تھی دوبارہ خدا کی طرف بلائے۔ سو اس حالت کو دیکھ کر خدا نے اپنی سنت کے مطابق آپ کو نبی کر کے مبعوث کر دیا۔ اگر کسی کو تنظیم کا شوق ہے یا کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے جھنڈے کے نیچے آئیں کیونکہ اس کی اتباع میں وہ لذت ہے جو دائمی ہے۔ اگر ماسٹر صاحب کے خیال میں مسلمانوں کی تنظیم غیر مقلد ہونے پر ہی موقوف ہے۔ تو ان کو چاہئے۔ کہ اپنی جماعت کی موجودہ تنظیم کو احمدی جماعت کی تنظیم سے برتر ثابت کر کے دکھائیں۔ تاکہ لوگ اس پر عمل پیرا ہوں۔ مگر ان کی جماعت کی تنظیم کا نقشہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۵ء میں یوں الفاظ کھینچا گیا ہے۔ جس کے ملاحظہ سے جماعت اہلحدیث کی حالت زار کا اندازہ ہر ایک اہل حق کر سکتا ہے:-

"زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے۔ کہ کل جو خود آپس کی صلح وباہمی ملاپ کا دم بھرتے ہوئے قرآن وحدیث کی طرف مائل ہوئے تھے۔ آج ان کی کشتی بھی متزلزل صورت میں نظر آ رہی ہے۔ اور وہ بھی آپس میں انشقاق کی باد سموم کو چلا رہے ہیں۔ موجب رنج اور افسوس تو یہ امر ہے۔ کہ جماعت (اہلحدیث) بھی انشقاق کی گہری خلیج کا پانی پئے بغیر نہ رہی اور آخر پی ہی لیا"

جماعت کا تو یہ حال ہے۔ اور سردار اہلحدیث کی سنئے وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ کہ جماعت اہلحدیث میں ان کی کوئی سنتا نہیں۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا انہوں نے بٹالہ میں غیر احمدیوں کے جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم لوگ رات دن اپیل پر اپیل کرتے ہیں۔ مگر ہماری کوئی نہیں سنتا۔ اور قادیان سے ایک اشتہار نکلتا ہے۔ کہ ایک لاکھ روپیہ اتنی مدت میں جمع کر دو۔ تو ایک لاکھ دس ہزار ہو جاتا ہے۔ مسلمانو! تمہیں شرم کرنی چاہئے۔ پھر آپ کس شیخی پر کہتے ہیں کہ غیر مقلد ہونا ہی مسلمانوں کی تنظیم کا ایک بہترین اور واحد ذریعہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ماسٹر صاحب کو وہابیوں کی حالت زار کا علم نہیں۔ ورنہ ہرگز مسلمانوں کو غیر مقلد ہونے کی دعوت دینے کی ضرورت نہ سمجھتے۔

(خاکسار شاہ عالم احمدی از جہلم)

غلط فہمی کا ازالہ

سہ ماہی احمدی رسالہ یونی ورسل میسنجر پوسٹ بکس ۱۲۴ رنگون کی خریداری کی تحریک کرتے ہوئے اخبار الفضل مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء میں میں نے لکھا تھا "ہمارے مکرم بھائی سیٹھ عبداللہ صاحب سکندر آباد نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ تحریک کی جائے کہ مختلف جماعتیں..." میرے یہ الفاظ ہمارے بھائی کے واسطے بہ سبب ان کی طبعی انکساری کے موجب تکلیف ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے۔ کہ ان الفاظ کا یہ مطلب ہے۔ کہ انہوں نے جماعت کو ایک حکم کیا ہے۔ عام طور پر لفظ فرمایا بمعنی کہا یا تجویز پیش کی کے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد حکم کرنا ہرگز نہیں ہوتا۔ میں نے یہاں بعض دوستوں سے دریافت کیا وہ یہی کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان الفاظ سے حکم کا مفہوم نہیں سمجھا۔ تاہم زیادہ توضیح کے واسطے میں لکھ دیتا ہوں۔ کہ مضمون محولہ میں میری مراد صرف اتنی تھی۔ کہ سیٹھ صاحب نے بطور مشورہ کے یہ بات مجھ سے رسالہ کی خیر خواہی اور تبلیغی تجویز کے لحاظ سے ذکر کی تھی۔ جس کے ساتھ میں نے اتفاق کیا۔ مگر اس کا تذکرہ میں اپنی تحریر میں نہ کر سکا۔ اس واسطے اخبار میں بطور سفارش کے میں نے اپنی طرف سے لکھا۔ سیٹھ صاحب کی طرف سے کوئی حکم نہ سمجھا جائے۔ اور میرے الفاظ سے جو غلط فہمی ہو سکنے کے خیال سے سیٹھ صاحب کو تکلیف ہوئی۔ اس کے واسطے میں ان سے معافی مانگتا ہوں +

(محمد صادق عفا اللہ عنہ)

عظیم الشان بشارت

حضرت مولانا المکرم مفسر قرآن جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی ترجمہ شدہ حمائل چھپ رہی ہے۔ بعض احباب کئی بار تقاضا فرماتے ہیں۔ کہ جلسہ پر تیار ہونا تھا۔ دیر کیوں ہو گئی۔ صرف اس لئے۔ کہ اس کی چھپوائی اور صحت کا خاص اہتمام مدنظر ہے۔ انشاء اللہ اب بہت جلد احباب کے ہاتھوں میں بہت شان و شوکت سے دکھائی دیگی۔ مولوی صاحب موصوف نے جو دیباچہ ہم کو دیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اس وقت عام طور پر دو قسم کے قرآن مجید کے ترجمے ملتے ہیں۔ اول تحت لفظ جن میں الفاظ عربیہ کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا گیا ہے۔ مگر اس دوسری زبان کی ترکیب اور ساخت کو ترک کر کے عربی ترکیب اور ساخت اختیار کی گئی ہے۔ یا بلفظ دیگر الفاظ تو اردو یا فارسی وغیرہ کے ہیں۔ مگر ڈھانچہ اور قالب عربی ہے۔ اور یہی وہ گلابی اردو ہے۔ جس کا آج کل بجا طور پر تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ کیونکہ جب بھی الفاظ ایک زبان کے ہوں۔ اور ڈھانچہ اور قالب دوسری زبان کا۔ اس کا مطلب نہ اس زبان والے سمجھینگے کہ جس کے الفاظ ہیں اور نہ اس زبان والے کہ جس کا ڈھانچہ ہے۔

دوم با محاورہ۔ تو اس کو اگرچہ لوگ سمجھ لیتے ہیں مگر اس میں دو بڑے عظیم الشان نقص پائے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ مترجمین اپنا فقرہ چست کرنے اور محاورہ درست کرنے کے لئے جو چاہتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ کے معانی میں کمی بیشی کر دیتے ہیں۔ جو ایک قسم کی تحریف ہے۔ اور قرآن میں کسی قسم کی تحریف جائز نہیں۔ دوم یہ با محاورہ ترجمہ فی الحقیقت اس مفہوم کا دوسری زبان میں ادا کرنا ہے۔ جو کہ مترجم صاحب نے اس آیت یا جملہ اور فقرہ سے سمجھا ہوتا ہے۔ نہ کہ اس آیت کے واقعی معنی۔ اگر میرے احباب میرے اس معروضہ کے بعد کسی ترجمہ با محاورہ کو اٹھا کر کسی جگہ سے پڑھیں گے۔ تو ان کو میری بات کی ضرور تصدیق کرنی پڑے گی۔ پس پہلی اور نہایت اہم بات جو اس ترجمہ میں میں نے ملحوظ رکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ الفاظ قرآن کے معانی اردو زبان میں بلا کم و کاست بیان ہوں۔ اور اس کا ڈھانچہ اور قالب بھی حتی الامکان اردو ہی کا ڈھانچہ اور قالب ہو نہ کہ عربی کا۔ تا کہ دونوں قسم کے تراجم کے بیان شدہ نقائص سے پاک ترجمہ احباب کے ہاتھ آئے۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ تراجم اور تفاسیر کے بیان کردہ معانی اور مطالب ایسے ہیں۔ کہ ان میں سے اکثر پر مخالفین کی طرف سے اعتراض وارد کئے گئے۔ اور وہ اسی وجہ سے وارد ہوتے ہیں۔ کہ وہ معانی اور مطلب غلط ہیں کئی ایک ایسے ہیں۔ جو کہ خداوند کریم کی فعلی کتاب یعنی واقعات کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً انزل من السماء ماءً کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے آسمان سے پانی اتارا ہے۔ اور بعض اس کے ایسے مفسر بھی ہیں۔ کہ ان کا بیان ہے۔ کہ آسمان پر چند نہریں ہیں۔ اور بارش کے فرشتہ کے ہاتھ میں ایک چھلنی ہے۔ جس میں ان نہروں سے پانی بھر کر ٹپکا دیتا ہے۔ پس یہ ترجمہ اور یہ تفسیر یقیناً واقعات کے خلاف ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے بھی خلاف ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ فتری الودق یخرج من خلالہ (پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۶ کی آیت نمبر ۴۳) یعنی بارش کی بوندیں بادل کے اندر سے نکلتی ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ ایسے تراجم اور مطالب بیان شدہ ہیں۔ اور بعض مقامات پر ایسے تراجم ہیں۔ جو لغت کے خلاف ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ وہ دوسری آیات کے۔ اور بعض کی رو سے خدائے قدوس پر یا اس کے پاک گروہ انبیاء پر بدترین نقائص اور الزام عائد ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا کلام تو ان سب خرابیوں سے منزہ تھا۔ مگر ان مترجمین اور مفسرین کے غلط تراجم اور غلط تفاسیر کی وجہ سے تیرہ صدیوں میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ان کو سوائے خدا کے اس موعود کے کہ جس کی نسبت سرور کائنات صلعم نے پہلے سے قرار رکھا تھا۔ کہ وہ حکم عدل ہوگا۔ اور کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من اٰل فارس (اگر ایمان ثریا کے ساتھ لٹکا ہوا ہوگا۔ تو آل فارس سے ایک شخص اس کو لے آئے گا) اور کوئی رفع اور دفع نہیں کر سکتا تھا۔ پس میں نے حتی الامکان اسی حکم عدل یعنی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خوشہ چینی سے خواہ وہ حضور سے بلا واسطہ زبانی یا آپ کی تحریروں سے یا حضور کے ہر دو خلیفوں کے واسطہ سے حاصل کیا تھا۔ اس کے مطابق اس ترجمہ کو لکھا ہے۔ اور اس کے بعض مشکل مقامات پر یا ایسے مقامات پر کہ جہاں کوئی اعتراض وارد کیا گیا تھا۔ یا کوئی غلطی واقع ہوئی تھی۔ مختصر نوٹ بھی لکھے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جو ان کو غور اور توجہ سے پڑھے گا۔ انشاء اللہ اس پر قرآن مجید کے دوسرے مشکل مقامات بھی حل ہو جائیں گے۔ اور دوسرے اعتراضات کو بھی رفع کر سکے گا۔ اور خداوند کریم کے فضل و کرم سے اس ترجمہ میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ جن کو اس مختصر تحریر میں بیان کرنے کی گنجائش نہیں پڑھنے والے خود معلوم کر لیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

محمد سرور بقلم خود منیجر مدرسہ احمدیہ
قادیان ۔ [illegible]

۳۲ صفحہ کا پہلا پارہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت بھیجا جا سکتا ہے۔ جس سے احباب اس کی لکھائی کاغذ وغیرہ کی خوبصورتی کا اندازہ لگا سکیں۔

نوٹ بک

امسال جلسہ سالانہ پر مندرجہ ذیل خوبیوں کی خوبصورت سائز والی احمدیہ نوٹ بک شائع کی گئی ہے۔

(۱) ڈھائی ہزار دلائل و حوالجات کا مجموعہ ہے (۲) ۳۵۰ مضامین پر سیر کن بحث کی گئی ہے۔ جن میں ۲۲ مضامین ایسے ہیں۔ کہ کسی پاکٹ سائز کتاب میں بھی ان کے متعلق اشارہ تک نہیں ملیگا (۳) ایک صاحب تجربہ مبلغ کی تصنیف ہے۔ کہ وہی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ کہ جن کو جلیل القدر مقتدر احمدی علماء کرام اپنے اپنے مباحثات میں کئی دفعہ پیش کر چکے ہیں۔ (۴) لکھائی چھپائی بہت عمدہ صاف۔ بوڑھا اور کم علم دونوں یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ (۵) ۵۰۰ صفحہ کی کتاب مگر قیمت صرف [illegible] مجلد [illegible] غیر مجلد (۶) ہر ایک دلیل پر مخالفوں کی طرف سے جو اعتراض ہو سکتے ہیں۔ ان کا جواب بھی ساتھ ہی دیا گیا ہے (۷) حوالجات نہایت صحیح ہیں۔ آسانی کے لئے اصل کتاب سے نکالے جا سکتے ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفضل عدد ۸۱ ۲۹ر جنوری ۱۹۲۶ء۔

کیا ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو خریدنے اور دوستوں کو ترغیب دینے میں تامل ہو سکتا ہے۔ منگوانے کے بعد اگر ناپسند ہو تو واپس فرما کر اپنی دی ہوئی قیمت لے لیں۔ علاوہ ازیں سلسلہ کی دیگر کتب بھی مل سکتی ہیں۔ اعلےٰ سے اعلےٰ جلد آرڈر پر بنائی جا سکتی ہے۔ اگر آپ وی پی منگوائیں۔ تو [illegible] میں آپ کو ملے گی۔ کیونکہ رجسٹری اور ٹکٹ اور محصول ڈاک بھی دینا پڑتا ہے۔ لیکن اگر آپ [illegible] کے ٹکٹ لفافہ میں ڈالکر بھیجدیں۔ تو [illegible] بچ سکتے ہیں۔ اور کتاب بھی پہنچ جاویگی۔

(۱) قادیان میں سب سے پہلی حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن نہایت خوشخط۔ خوبصورت۔ اعلےٰ زرد کاغذ اور سفید کاغذ پر چھپ گئی ہے۔ سائز خوبصورت خوشنما۔ حجم پون انچ۔ بلا جلد کاغذ زرد قیمت [illegible] سفید کاغذ بلا جلد قیمت [illegible] (ب) کپڑے کی جلد سنہری نام (قرآن مجید) کاغذ زرد قیمت [illegible] کپڑے کی جلد سنہری نام (قرآن مجید) کاغذ سفید قیمت [illegible] (ج) چمڑے کی جلد بند کرنے کے واسطے پیتل کا قبضہ لگا ہوا۔ کاغذ زرد قیمت [illegible] ولایتی چمڑے کی جلد سنہری کام سنہری نام کاغذ زرد قیمت [illegible] ولایتی چمڑے کی جلد سنہری نام اور سنہرا کام کاغذ سفید قیمت [illegible] (د) اگر کوئی شخص اپنا یا کسی کا نام لکھوانا چاہے۔ تو [illegible] میں لکھا جا سکتا ہے۔

۲۔ الذکر گھر بیٹھے نماز با ترجمہ سیکھنے کے لئے۔ خوبصورت۔ خوشخط کاغذ زرد۔ قیمت [illegible] مجلد [illegible]

۳۔ گرنتھوں میں نور اسلام قیمت [illegible] مجلد [illegible] کلام محمود [illegible]

منیجر احمدیہ دار الکتب قادیان پنجاب

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطانپور ریاست کپورتھلہ

ہمنت رام داس ولد رنبوں مل ذات کھتری سکنہ سلطانپور ڈگریدار

بنام

محمد علی ولد فتا ذات راجپوت سکنہ منیانہ تحصیل سلطانپور مدیون

انفصال ما ۱۵ ؎

حلفیہ بیان ڈگریدار سے پایا جاتا ہے کہ مدیون کی سکونت لاپتہ ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدیون اصالتاً یا مختارتاً بہ تقرر ۹ ار پھاگن سمت ۸۲ حاضر ہو کر تعمیل ڈگری نہ کرے گا۔ تو اس کے خلاف سلوک قانونی کیا جاوے گا۔ تحریر ۲۷ ر ماگھ سمت ۸۲

مہر عدالت دستخط حاکم

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطانپور ریاست کپورتھلہ

درگا داس ولد شادی رام۔ انبا پرشاد پسران رام چند ذات برہمن سکنہ سلطانپور۔ مدعیان

بنام

دریا مال ولد ہولا ذات خاکروب سکنہ تحصیل سلطانپور حال وارد چک عـ۶ ضلع منٹگمری۔ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ما ۱۴ ؎

مقدمہ بالا میں مدعا علیہ کو بذریعہ رجسٹری سمن طلب کیا گیا۔ مگر اطلاعیابی نہیں ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش رہتا ہے۔ اس لئے زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مدعا علیہ کے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بہ تقرر ۱۸ ر پھاگن سمت ۸۲ اصالتاً یا مختارتاً حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ خلاف اس کے کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۲۵ ر ماگھ سمت ۸۲ بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطانپور ریاست کپورتھلہ

ارجن داس ولد گورو دتہ مل ذات برہمن سکنہ سلطانپور بذریعہ خریدکرم چند ولد ہمنت رام دتہ مل کھتری سکنہ سلطانپور ڈگریدار

بنام

آلو ہیا ولد اسمٰعیل ذات جھیور سکنہ سلطانپور مدیون

انفصال ما ۴ ؎

ڈگریدار نے خلاف مدیون کے اجرائے ڈگری کرا کر ۱۴ ؎ کنال اراضی واقعہ رقبہ ڈیرہ سیدا قرق کرائی ہے۔ اور مدیون لاپتہ ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدیون بہ تقرر ۱۲ ر پھاگن سمت حاضر ہو کر تعمیل ڈگری کرے۔ ورنہ خلاف اس کے سلوک قانونی ہو گی۔ تحریر ۲۹ ر ماگھ سمت ۸۲

مہر عدالت دستخط حاکم

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطان پور ریاست کپورتھلہ

سالگ رام ولد خوشی رام ذات کھتری سکنہ سلطانپور۔ ڈگریدار

بنام

پیر بخش ولد الاہیا ذات تمر سکنہ غازی پور تحصیل سلطانپور۔ مدیون

انفصال ما ۴ ؎

حلفیہ بیان ڈگریدار سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدیون لاپتہ ہے۔ اس لئے نسبت حاضری مدیون اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ بہ تقرر ۱۲ ر پھاگن سمت ۸۲ اصالتاً یا مختارتاً تعمیل ڈگری کی کراوے ورنہ عدم حاضری میں اس کے خلاف سلوک قانونی ہو گا۔

تحریر ۲۳ ر ماگھ سمت ۸۲ مہر عدالت دستخط حاکم

بعدالت جناب لفٹنٹ کرنل ایف سی۔ نکولاس۔ آئی۔ اے ڈسٹرکٹ جج انچارج لیکویڈیشن ورک لاہور

دربارہ انڈین کمپنی ایکٹ ۷ سنہ ۱۹۱۳ اور دی ایشیاٹک اسپورٹ اینڈ امپورٹ کمپنی۔ انڈیا لمیٹڈ زیر لیکویڈیشن لاہور۔

آنریبل مسٹر جسٹس سیسل فورڈ جج ہائی کورٹ لاہور نے اپنے حکم مورخہ ۲۹ ر جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کے ذریعے لالہ مدن گوپال صاحب وکیل کو معنونہ بالا بنک کے معاملات کے تصفیہ کیلئے سرکاری لیکویڈیٹر مقرر کیا ہے۔

المرقوم ۱۸ ر فروری۔ ڈسٹرکٹ جج

ملازمتوں کی اطلاع

——ایک تجربہ کار کلرک کی جو اکونٹ کے کام سے ماہر ہو۔ بمشاہرہ ساٹھ روپیہ ماہوار ضرورت ہے۔ سندات کی کاپیاں عرضی کے ساتھ شامل کر کے ارسال کی جائیں۔

ملٹری اسٹیٹ افسر چھاونی پشاور

نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ٹیلگراف سگنیلر کی آسامی کے واسطے ایسے امیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو انٹرنس پاس ہوں اور اٹھارہ اور اکیس کے درمیان عمر رکھتے ہوں۔ اور جنہیں کسی قدر ٹیلگراف کا پہلے بھی علم ہو۔ منتخب شدہ امیدواروں کو مزید تعلیم لائل پور ریلوے ٹریننگ سکول میں دی جائے گی۔ عرائض بہت جلدی مع ضروری سندات کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے ملتان کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔

(ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے ملتان)

ایک تجربہ کار سب اوورسیر کی بیلا سٹیٹ کے واسطے ضرورت ہے۔ درخواست کرنے والے اپنی درخواست مع سندات کے جام صاحب بہادر بیلا سٹیٹ کی خدمت میں مع کم از کم تنخواہ کے جو وہ منظور کر سکتے ہیں بھیجدیں۔

(جام صاحب بہادر بیلا سٹیٹ براستہ کراچی)

ایک ذی اثر اور با ہمت تنخواہ دار سفری کانویسر کی ایک اعلےٰ درجہ کے کپڑے و بنیان جرابیں وغیرہ کی کمپنی کے واسطے جو اعلےٰ قسم کی نئی مشینری وغیرہ رکھتے ہیں ضرورت ہے جس کی تیار کردہ اشیاء بازار میں مقابلتاً اعلےٰ قسم کی ہوتی ہیں۔ اور قیمت بھی موزون ہوتی ہے۔ اس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ہوگی۔ اور الاونس ۵۰ روپیہ ماہوار۔ ایک اور دو روپیہ سالانہ بونس علاوہ اس کے ہوگی۔ مبلغ ۲۵۰ روپیہ کی نقد ضمانت لی جاویگی۔ ایک محدود تعداد میں نہایت لائق آدمی لئے جاسکیں گے۔ مفصل شرائط کے واسطے عرضی مسلم اوٹ لک لاہور کی معرفت ۱۶۳۲ نمبر میں ارسال کریں۔

نوٹ:۔ جو صاحب درخواستیں بھیجیں۔ اور ان کی درخواست منظور ہو جائے۔ وہ مجھے بھی اطلاع دیں۔

(ناظر امور عامہ)

احمدی اصحاب کو چاہیئے۔ کہ جہاں کوئی ملازمت کا موقعہ ہو۔ اس کی اطلاع فوراً الفضل کو دیا کریں۔ تاکہ اعلان کر کے کسی احمدی بھائی کو ملازم کرا دیا جائے۔ اور اس بارے میں اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اسطرح ایک تو بیکار احمدیوں کو کام مل جائیگا۔ دوسرے وہ نوکری دینے والوں کے لئے تبلیغ میں مددگار بن سکیں گے۔

ممالک غیر کی خبریں

——نیویارک ۱۴ فروری۔ قوانین انتقال وطن کے ماتحت ۶ ماہ ہوئے کہ دول کریسون نیویارک میں آکر اپنی بیوی کے ساتھ مقیم ہوئے۔ اب کونٹس کیتھ کارٹ بھی ترک وطن کر کے نیویارک پہنچی تھی۔ مگر محکمہ انتقال وطن نے اس کو امریکہ میں بدچلنی کی وجہ سے اترنے کی اجازت نہیں دی کونٹیس کیتھ کارٹ نے کہا۔ انگلستان میں زنا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر زنا کو جرم قرار دیا جائے۔ تو تمام امراء وزراء و شرفائے انگلستان کے گھرانے اس جرم سے بری نہ ہونگے۔ نیز اگر امریکہ جیسا قانون انگلستان میں نافذ ہو تو شاید پھر ایک امریکن عورت بھی انگلستان میں داخل نہ کی جاسکے گی۔ آخر میں اس نے کہا۔ کہ ہزارہا عورتوں نے اس کو ہمدردی کے تار ارسال کئے ہیں۔

——ملبورن ۱۷ فروری۔ آسٹریلیا میں سرکنڈوں اور جھونپڑیوں میں آگ لگ گئی۔ چھ سو مربع میل کا علاقہ شعلوں کی نذر ہو گیا۔ ۲ سو باشندوں نے زمین دوز سرنگوں میں پناہ لی۔ متعدد نظارے ایسے پیش آئے ہیں۔ جن میں عورتوں نے بڑی بہادری سے کام لے کر اپنے اپنے شیر خوار بچوں کو بچایا۔ جو سپاہی میدان کارزار کی تکالیف دیکھ چکے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ جو مصائب اس عذاب آتش نے آسٹریلیا پر نازل کئے ہیں۔ وہ مصائب جنگ سے بڑھکر دہشتناک ہیں۔

——سڈنی ۱۶ فروری۔ وکٹوریا اور جنوبی آسٹریلیا میں جو آتشزدگی واقعہ ہوئی۔ اس میں ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے نقصانات کا اندازہ کیا گیا ہے۔ اس ضلع میں لکڑی کے گودام اور مکھن کے کارخانے بہت تھے۔ نیز سیاحوں کے لئے یہ عمدہ مقام تھا۔ اب صدہا اشخاص بیکار ہو گئے ہیں۔ دو سو مربع میل تک بھیڑوں اور مویشیوں کے جلے ہوئے اجسام پڑے ہیں۔

——ریگا ۱۶ فروری۔ سینٹ گراڈ میں استھونیا کے ۴۸ آدمیوں پر جاسوسی کے الزام میں جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس میں پندرہ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے۔ سرکاری وکیل نے دس گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس کے دوران میں اس نے بتایا۔ کہ برطانیہ اور ریاست ہائے بلقان بھی اس سازش میں شریک تھے۔ اور اس طرح ان جاسوسوں نے جس قدر اطلاعات حاصل کی تھیں۔ وہ برطانیہ پہنچ گئیں۔

——سلطان ابن سعود نے شیخ عبد اللہ بن محمد بن عقیل کو بلاد جوف اور قریات نخ کا جدید حاکم مقرر کیا ہے۔ نیز حدود شام کی محافظت کی غرض سے بہت زیادہ تعداد نجدی فوج کی پہنچ چکی ہے۔

——حکومت نجد کے سفیر کا بیان ہے۔ کہ دس ہزار سے زائد نجدی افواج حدود شام پر جمع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ فوجی نقل و حرکت محافظت حدود کی غرض سے عمل میں آئی ہے۔ اس کو ملک شام کے جہاد آزادی سے براہ راست کوئی تعلق نہیں۔

ہندوستان کی خبریں

——کلکتہ ۱۶ فروری۔ سرکاری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ماہ جنوری ۱۹۲۶ء میں بنگال میں ۸۲ ڈاکے پڑے ہیں۔

——لاہور ۱۸ فروری۔ گورنر پنجاب نے شاہدرہ میں کارخانہ دباغت چرم کی رسم افتتاح ادا کی۔

——اخبار بمبئی کرانیکل کے ڈائرکٹروں کی رپورٹ بابت ۱۹۲۴ء سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اخبار مذکور کو سنہ ۱۹۲۴ء میں ۶۰۲۷ روپیہ کا نقصان ہوا۔ جب سے یہ اخبار نکلنا شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر اس کو ۲۲۸۵۹۰ روپیہ کا نقصان ہوا۔

——مدراس ۱۹ فروری۔ وزیگاپٹم بندرگاہ کے سلسلہ میں کام شروع ہو گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ تعمیر پانچ سال میں مکمل ہو جائیگی۔

——دہلی ۲۰ فروری۔ کل رات تقریباً ساڑھے دس بجے سرگودھا کیمپ میں تین گھوڑیاں اور ایک بچھیرا جو دہلی گھوڑ دوڑ کیلئے آئے تھے کیمپ میں اچانک آگ لگ جانے سے نذر آتش ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں ایک گھوڑی ایک شخص سعادت علی خاں کی تھی۔ جس کی قیمت تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کی تھی اور اسے آج دو تین ہزار روپیہ انعام ملنے والا تھا۔ اسی گھوڑی کا بچھیرا بھی بیش قیمت تھا۔ اسے بھی انعام ملنے والا تھا۔ باقی دو گھوڑیاں غلام محمد خاں نمبردار علاقہ سرگودھا کی تھیں۔ جن کی قیمت بھی دو دو تین تین ہزار سے کم نہیں تھی۔ سعادت علی خاں کی گھوڑی تو جلکر بالکل خاک سیاہ ہو گئی۔ باقی دو گھوڑیاں اور بچھیرا جل کر کیمپ سے باہر بھاگ گئے۔ لیکن انہیں ناقابل علاج سمجھ کر گولی سے مار دیا گیا۔

——بمبئی ۱۹ فروری۔ اندور کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ سوموار سے باخبر حلقوں میں یہ افواہ بڑے زور سے مشہور ہے کہ مہاراجہ صاحب ہلکر والئے اندور کے قتل باولہ وممتاز کے اغوا کے معاملہ میں بیان کردہ تعلق کے لئے سیاسی کمیشن جو تحقیقات کرنے کے واسطے زیر تجویز تھا اسے حکومت انگلشیہ نے معاہدات کے خلاف اور غیر ضروری سمجھ کر منسوخ کر دیا ہے۔

(منشی احمد الدین صاحب نثر قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
414
ترجمۃ القرآن
از
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے متعلق یہ تحریر فرمایا
ہے کہ جب تین ہزار خریداروں کے نام آجاوینگے تو یہ ترجمۃ القرآن شائع کیا جاوے گا۔
بک ڈپو تالیف و اشاعت
نے
اس تحریک کو بھی عملی جامہ پہنانے کی غرض سے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ جو احباب ایکروپیہ
پیشگی ادا کر کے اپنا نام رجسٹر کرا دیں گے۔ انکو یہ ترجمۃ القرآن بیس فیصدی
رعائت پر دیا جاوے گا۔ احباب اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ بھی اس ثواب
میں شریک ہو کر عند اللہ ماجور ہوں!
ناظم بک ڈپو
نواب الدین

عارضی اعلان کی میعاد

...ملاحظہ کے بعد پھاڑ دی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک ضروری تحریک

مکرمی جناب سیکرٹری صاحب تبلیغ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ کی تقریریں اور بعد کے خطبات میں بھی فرمایا ہے کہ امسال ہندوستان کی تبلیغ کیطرف بالخصوص توجہ کی جاوے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ احباب پورے جوش اور اخلاص کے ساتھ اسپر عمل کر رہے ہونگے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت اقدس ایدہ اللہ نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کیجاوے ہزاروں مبلغوں سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا کلام ہے۔ ایک فوق العادت قوت قدسی۔ شوکت دلائل اور نصرت ملائکہ حضور کے کلمات طیبات کے ساتھ ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے علاقہ میں لائبریریاں قائم کریں۔ لوگوں میں پڑھنے کے لئے کتابیں تقسیم کریں۔ دوسرے لوگوں کو کتابیں خریدنے کی تحریک کریں۔ اور اپنے اپنے گھروں اور مسجدوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کے درس تدریس کا سلسلہ شروع کریں۔ اور اس طرح ہر ممکن طریقہ سے حضرت امام الزمان کے کلام کی اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

کتابوں کو انسان ہر فرصت کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ مبلغ اور مناظر ہر فرصت کے وقت میسر نہیں آسکتے۔ کتابوں میں بہترین دلائل نہائت غور و خوض کے بعد بہترین طریقہ پر درج کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر مبلغ کو یہ آسانی حاصل نہیں۔ پھر کتابیں پڑھنے والے کیواسطے کج بحثی اور ضد اور چڑ کا موقعہ نہیں ہوتا۔ اور علیحدگی کی خاموشی میں پڑھنے والا جسطرح کلام سے متاثر ہوتا ہے پبلک کے سامنے اس طرح اعتراف کرنیمیں وہ ضرور گھبراتا ہے۔ علاوہ ازیں کتابیں چند پیسوں سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ بہرحال کتابوں کا مطالعہ اور اشاعت نہائت ضروری ہے۔ اور پھر ہر جگہ کے لئے مبلغوں کا مہیا کرنا بھی عملاً ناممکن ہے۔ احباب کتابیں پڑھیں اور خود مبلغ بن کر ہمارے دست و بازو بنیں۔

بک ڈپو تالیف و اشاعت

جسکے ذمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کرام کی تصانیف کی اشاعت کا کام ہے۔ اسنے اس تحریک میں آسانی پیدا کرنے کے لئے نہائت غیر معمولی رعائت دینی تجویز کی ہے۔ جس کا اعلان پہلے الفضل میں ہو چکا ہے۔ .... امید ہے کہ آپ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس سلسلہ میں آپ کی عملی کوششوں کی اطلاع کو میں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں ہفتہ وار رپورٹ میں پیش کر سکونگا۔

نوٹ:- اخبار الفضل مورخہ ۹ فروری میں ناظر صاحب اعلیٰ نے مجلس مشاورت میں شامل ہونیوالوں سے گزشتہ سال کے پروگرام کے ماتحت مطالبہ فرمایا ہے کہ وہ بتائیں کہ کتابوں کی اشاعت اور فروخت کے متعلق انہوں نے کیا سعی کی ہے اس ضمن میں بھی میری کچھ یاد دہانی اور تحریک ہوتی ہو۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

۲۰-۲-۲۶

نوٹ:- یہ مضمون تمام احباب کو سنایا جائے تاکہ عام تحریک کا رنگ اسمیں آجائے۔

416

اِنَّ الفضلَ بیدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یشاءُ — عسیٰ اَن یبعثک ربّک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۱

نمبر ۴۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار — فی پرچہ ایک آنہ — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی سے — ششماہی للعہ — سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۰ | مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بوجہ علالت تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریا کے کنارے چند دن رہائش کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ لیکن وہاں ملیریا کی وجہ سے حضور کو بخار ہو گیا۔ جو کئی دن رہا۔ اس کے ساتھ سردرد کا بھی سخت دورہ ہوا۔ اس وجہ سے حضور کسی اور مقام پر جانے کے لئے ۲۶ فروری کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔ خطبہ جمعہ حضور نے پڑھا اور نماز جمعہ بھی پڑھائی۔ اور دوسرے دن ۲۷ فروری کو حضور چند دن کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ حضور کی صحت میں جلدی اور نمایاں ترقی عطا فرمائے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خاندان حضرت خلیفہ اول [illegible] میں خیر و عافیت ہے۔

مکتوب دمشق

دمشق کی حالت بدستور ہے۔ بعض اوقات ثوار شہر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ سپاہیوں کو قتل کر کے چلے جاتے ہیں۔ روزانہ بندوقوں اور پستولوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ موجودہ حالات میں تبلیغ لوگوں کے گھروں میں جا کر کی جاتی ہے۔ اور جو ملنے کے لئے آتے ہیں۔ انہیں بھی پیغام حق پہنچایا جاتا ہے۔ پہلے شہر سے باہر مکان لیا ہوا تھا۔ وہاں لوگوں سے ملاقات کا کم موقعہ ملتا تھا۔ مگر اب شہر میں مکان لے لیا ہے۔ باوجود ان خطرناک حالات کے کچھ نہ کچھ تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں ایک اور دوست سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت کیلئے دعا فرمائیں۔

یہاں مسیحیوں کے دو مشن ہیں۔ ایک بڑا پادری ڈنمارک کا ہے۔ اور دوسرا امریکن۔ امریکن پادری کا وکیل دو دن آتا رہا۔ اور مختلف مسائل کے متعلق اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ جب وہ مسیح کی فضیلت قرآن مجید سے ثابت کرنے لگا۔ تو میں نے جواب میں کہا۔ مسیح کا درجہ آپ قرآن مجید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ نہیں ثابت کر سکتے۔ بلکہ قرآن مجید سے تو مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں کی طرح ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں مسیح کو غلاماً زکیا کہا گیا ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ویزکیھم۔ مزکی۔ زکی بنانیوالا قرار دیا گیا ہے۔ پھر مسیح کے متعلق فرمایا۔ ایدناہ بروح القدس مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا۔ علمہ شدید القویٰ اور شدید القویٰ کا مرتبہ روح القدس سے کہیں بڑھکر ہے روح القدس کا نزول مسیح پر کبوتر کی شکل میں ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روح القدس کی تجلی شدید القویٰ کے رنگ میں ہوئی۔ تمام افق اس کی تجلی سے بھرا ہوا تھا۔ اب ان دونوں نبیوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کہ ان دو تجلیوں میں کہاں کبوتر جسے بلی بھی پکڑ کر مار سکتی ہے۔ اور کہاں یہ تجلی عظیم جس نے زمین و آسمان کے مابین کو پُر کیا ہوا تھا۔ پھر فرمایا۔ وایدھم بروح منہ۔ کہ روح القدس سے صحابہ کی تائید کی۔ پس آپ قرآن مجید سے مسیح کی فضیلت ثابت نہیں کر سکتے۔ وہ کہنے لگا مسیح کی تربیت اور اس کے خاندان کی پاکیزگی کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔

کاہنی کے خاندان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا۔ بریت کی ضرورت تبھی پڑتی ہے۔ جبکہ الزام لگایا گیا ہو۔ باقی تمام انبیاء کے خاندان کا پاکیزگی لوگوں کے نزدیک مسلم تھی۔ لیکن مسیح کے خاندان پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس لئے اس کی بریت کی گئی۔ اسی رنگ کی دوسری مثال قرآن مجید میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کفر سلیمان۔ اب حضرت سلیمان سے کفر کی نفی کی گئی ہے۔ باقی انبیاء سے اس طرح پر کفر کی نفی نہیں کی گئی۔ کیا باقی انبیاء نعوذ باللہ کافر تھے۔ سلیمان علیہ السلام کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ ان کی طرف کفر منسوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا تھا۔ آپ کی بریت لفظ صدیقاً نبیاً سے کی۔ کہ آپ نہایت راست گو نبی تھے۔ اس پر اسے جب کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو کہنے لگا۔ میں اپنے شیخ کو لاؤں گا۔ وہ سنتے گذر گو نہ وہ آیا۔ نہ اس کا شیخ آیا ٭

ایک کردی نے اپنے مکان پر دعوت دی تھی۔ گو۔ ان کے پاس رات ہے۔ وہ شیخ بھی بلوا لئے۔ بیس کے قریب آدمی تھے۔ مسائل متنازعہ حیات مسیح و نبوت وغیرہ پر گفتگو ہوتی رہی جب ان سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ تو کہنے لگے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ کردی شاہ صاحب نے فرمایا۔ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا ٭

شاہ صاحب کی کتاب حیات المسیح و وفاتہ من دھاتہ الثلاثہ چھپ گئی ہے۔ اس میں آپ نے مسیح کی وفات تین طریق پر ثابت کی ہے۔ اول رو سے انجیل۔ از رو ئے قرآن۔ از روئے تاریخ۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں جو قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مسیح ناصری کی قبر ہے۔ جو عیسیٰ نبی کی قبر کر کے بھی مشہور ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ لوگوں کو مطالعہ کے لئے دیجاتی ہے۔ پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔

آخر میں تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد تر ایک مضبوط مستقل جماعت پیدا کر دے۔ آمین

خادم۔ جلال الدین از دمشق۔ صندوق البرید ۲۶۵

اخبار احمدیہ

اعلانات نظارت دعوت و تبلیغ

مبلغین کی نقل و حرکت۔ جلسہ جماعت دہلی و شملہ کی تاریخیں اب ۵ و ۶ مارچ ۷ مقرر ہوئی ہیں۔ اور مولانا حافظ روشن علی صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیر شامل جلسہ ہوں گے۔ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری کھاریاں و جہلم سے فارغ ہو کر پنڈی بھٹیاں اور جلال پور جٹاں جائیں گے۔ مولوی غلام رسول صاحب نگوی علاقہ سرگودھا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

خوشخبری۔ سیلون میں امسال سے احمدی مبلغین پر بعض غیر ضروری و ناجائز پابندیاں تھیں۔ وہ سرہیو کلفرڈ نے گورنر سیلون نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے زمانہ قیام نائیجیریا میں وہاں کے گورنر تھے۔ اور سلسلہ عالیہ سے خوب واقف ہیں۔ جماعت احمدیہ کولمبو کی درخواست پر اٹھا دی ہیں۔ اور اس طرح برطانیہ کے انصاف اور مذہبی رواداری پر جو ایک دھبہ تھا اسے سرہیو کلفرڈ نے دھو دیا ہے مناسب ہے۔ مختلف جماعتیں گورنر سیلون کا شکریہ ادا کریں۔

دعا۔ مسجد لنڈن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سالٹ پانڈ کو گورنمنٹ کی امداد ملنے والی ہے۔ نائیجیریا میں ایک نئے فتنہ کا اندیشہ ہے۔ بعض مبلغین بیمار ہیں۔ بہوڑ ضلع بجنور میں دیوبندیوں سے اور علاقہ راولپنڈی میں شیعوں سے مباحثہ کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ احباب ان سب امور میں بہتری و کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

شکریہ۔ جناب محمد احسان صاحب صدیقی مارشس سے واپس آ کر علاقہ ملتان میں آنریری طور پر تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

امرتسر میں تبلیغ احمدیت

مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۱۹ فروری کو تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ پڑھایا۔ اور جماعت کو اس کی ذمہ داریوں کے متعلق توجہ دلائی۔ بعد خطبہ جماعت میں اعلان کر دیا کہ شام کو میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچر ہو گا۔ چنانچہ شام کو چار پانچ سو آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ جن میں کثرت غیر احمدیوں کی تھی۔ احمدیت کی تبلیغ کی گئی اور لوگوں نے شوق سے تمام لیکچر سنا۔ اور خداوند کریم کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔

دوسرے دن پھر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے مکان پر لیکچر تھا۔ جس میں محلہ بھر کی غیر احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔ خدا کے فضل سے نیر صاحب نے احمدی جماعت کی کارگذاریوں کو واضح طور پر بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نتیجہ بابرکت بنائے۔ یہ علماء امرتسر نے شہر میں انتہائی کوشش سلسلہ احمدیہ کے خلاف شروع کر دی ہے۔ تمام مولوی درویش اور طالب علم اکٹھے کر کے مشورہ کیا گیا۔ جس میں انہوں نے تجویز پاس کی۔ کہ ہر مسجد میں خطبے اور لیکچر احمدیوں کے خلاف بیان کئے جائیں۔ چنانچہ دو جمعے ایسے گذرے ہیں جن میں احمدیوں کے خلاف خطبے پڑھے گئے ہیں۔ اور بعض ایسے آدمی مقرر ہو گئے۔ جو شہر میں پھر کر مسجدوں میں وعظ کریں پھر مولویوں نے کوشش کی کہ آریوں سے مناظرہ بند ہو جائے اس کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے۔ اور کہا کہ شہر میں خون ہو جائینگے۔ یہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ مناظرہ بند ہو گیا۔ انجمن اشاعت اسلام جس کی طرف سے یہ مناظرہ تجویز ہوا تھا اس کے ممبروں کے خلاف وعظ کئے گئے۔ انجمن کے ممبروں نے ملکر تجویز کیا۔ کہ ایک جلسہ کیا جائے۔ جس میں مولویوں کے سب الزاموں کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ انجمن کی طرف سے اشتہار دیا گیا۔ کہ واقع ۱۲ فروری شام ۷ بجے لیکچر شروع ہونگے۔ اشتہار کا شائع ہونا تھا۔ کہ مولویوں نے اپنا کھانا بھی حرام کر دیا۔ اور شہر میں پھر کر کوشش کی۔ کہ تمام علماء مغرب کی نماز شیخ خیر الدین کی مسجد میں پڑھیں۔ وہاں انہوں نے مشورہ کیا کہ ہمارا فرض ہے کہ آج کے جلسہ کو نہ ہونے دیں۔ چنانچہ جلسہ شروع ہوا ہی تھا۔ کہ علماء کا گروہ پہنچ گیا۔ اور جاتے ہی شور ڈالنا شروع کر دیا مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے انجمن کے اصول بیان کرنے کے بعد بتلایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بتلائیں کہ انہوں نے ۴۰ سالہ جرنیل ہو کر کیا کام کیا ہے۔ ۴۰ سال میں وہ ایک آدمی بھی مناظر تیار نہیں کر سکے۔ اور ان کا اپنا ۴۰ سالہ تجربہ بھی آج فیل ہو رہا ہے۔ کہ دھرم بھکشو کی ایک بات کا جواب بھی نہ دے سکے۔ ابھی چند باتیں ہی بتلائی تھیں۔ کہ شور پڑ گیا۔ مولویوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے بھی تھے۔ پبلک کی کثرت مولویوں کے خلاف تھی مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دوستوں کو بار بار توجہ دلائی کہ کوئی نہ بولے۔ اور امن سے بیٹھے رہو۔ ورنہ پبلک مولویوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تیار تھی۔

خاکسار غلام محمد۔ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ امرتسر

حج بدل

اگر کوئی دوست امسال اپنی جگہ حج بدل کرانے کے متمنی ہوں۔ تو ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔

م۔ معرفت ایڈیٹر الفضل۔ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بطفیل دعا حضرت اقدس جناب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فدوی کے گھر ۱۳ م ۸ بروز جمعہ فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ مولود مسعود کے واسطے دعا فرمائی جائے۔ مرزا غلام سرور از چکوال

درخواست دعا

میاں شمس الرحمن صاحب اس سال میٹرک کے امتحان میں داخل ہوئے ہیں۔ دعا کی کامیابی فرمائی جاوے۔ سید غلام صفدر یوسف خورد ضلع پاروگ (۲) میرا لڑکا محمد اسلم بعارضہ بخار سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ فضل حق چک نمبر ۱۱۳ ابدالی (۳) میرے والد بوجہ دو ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ حضرت بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرماویں۔ خداوند کریم کامل عطا فرمائے۔ اور میری دینی و دنیاوی مشکلات کو دور فرمائے۔

محمد سعید احمدی از کلکتہ

دعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ ۱۵ مر ... کو ... فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ ۱۹۰۳ء سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی تھیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ مبارک علی۔ موگھڑہ۔ گنگ ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ۔ قادیان دار الامان - ۲ مارچ ۱۹۲۶ء

اسلام اور ہندو دہرم کا مقابلہ اچھوت کے متعلق

ایک گذشتہ پرچہ میں مسٹر ساور کر کے وہ الفاظ درج کئے گئے تھے۔ جو انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں ہندو دہرم کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بیان کئے تھے۔ اور جن میں کہا تھا۔ ہندو دہرم میں جس طرح لوگوں کو اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ اس سے بڑھکر اسلام میں سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر باقی جس قدر لوگ اس دُنیا میں آباد ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اچھوت سے بھی بدتر سمجھے جاتے ہیں ❊

مگر یہ محض ان کی لاعلمی یا تعصب کا نتیجہ تھا۔ ورنہ اسلام کسی انسان کو ذلیل اور حقیر قرار نہیں دیتا۔ جب تک وہ اپنے اعمال اور افعال کے باعث خود ذلیل اور حقیر نہ بن جائے۔ مسٹر ساورکر نے جو کچھ کہا۔ اپنے مذہب کی بے جا حمایت کے طور پر کہا۔ اور اس قدر غلط کہا ہے کہ خود ہندوؤں میں سے ایسے اصحاب مل سکتے ہیں۔ جو اسکی تردید کرینگے۔ چنانچہ پچھلے دنوں مہاراجہ صاحب کوھلاپور نے آل انڈیا غیر برہمن کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے کہا۔

"اگر فرزندان اسلام دوسرے مذاہب کے افراد کو کافر و مُرتد سمجھتے ہیں۔ تو ہندو بحیثیت مجموعی اپنے ہی ہم مذہبوں کو زندگی کے ذلیل ترین شعبوں میں مصروف کر کے انہیں نفرت وحقارت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس معاملہ میں ہندوؤں کا نقطہ نظر یقیناً مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت پست ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور اسلام تمام غیر مسلموں کے لئے اپنی آغوش مساوات کھولے ہوئے ہے۔

مہاراجہ صاحب کے یہ الفاظ مسٹر ساورکر کے بیان کا مکمل اور پورا پورا جواب ہیں۔ مسٹر موصوف کو مسلمانوں میں جب کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ جس کی بناء پر وہ یہ کہہ سکتے۔ کہ مسلمان اپنے ہم مذہبوں میں سے کسی کو مذہب میں اپنے سے کم درجہ دیتے اور اپنے سے ادنیٰ سمجھ کر مذہبی حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔ تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ مسلمان غیر مسلموں کو اچھوتوں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"ہندو جاتی کی چھوت چھات سو بار نہیں۔ بلکہ مجھے ہزار بار منظور ہے۔ لیکن مسلمان خدا کا جو حکم مانتے ہیں۔ وہ خوفناک حکم ماننا مجھے منظور نہیں ہوگا۔ کیونکہ ۲۰ کروڑ مسلمانوں کو چھوڑ کر باقی جس قدر لوگ اس دنیا میں آباد ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اچھوت سے بھی بدتر سمجھے جاتے ہیں"

ان الفاظ کی عدم صحت سے اگر قطع نظر کرلی جائے۔ تو بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ ہندوؤں کی چھوت چھات کے مقابلہ میں اس بات کا تعلق ہی کیا ہے۔ کہ مسلمان غیر مسلموں کو اچھوت سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان اگر ایسا سمجھتے ہیں تو ان کے متعلق جو مسلمان ہی نہیں ہیں اور جنہیں نہ صرف اسلام سے کسی قسم کا تعلق اور واسطہ نہیں۔ بلکہ اسلام کے مخالف اور دشمن ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اسلام کو مٹا دیں۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ لیکن ہندوؤں میں چھوت چھات کی جو بُرائی ہے۔ وہ نہ صرف غیر ہندوؤں کے متعلق ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے متعلق بھی ہے جو خود بھی اپنے آپ کو ہندو کہتے اور ہندو بھی انہیں ہندو قرار دیتے ہیں۔ گویا ہندو اپنے میں سے ہی ایک بہت بڑی تعداد کو ادنیٰ اور حقیر قرار دیکر بہت سے مذہبی حقوق حاصل کرنے کے ناقابل بتاتے ہیں۔ اور انہیں ہندو کہتے ہوئے اپنے جیسا ہندو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے یہاں تک نفرت اور حقارت کا برتاؤ کیا جاتا ہے کہ انہیں ان سڑکوں پر بھی چلنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جن پر خود چلتے ہیں ❊

جب ہندوؤں کا یہ سلوک اور برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو ہندو کہلاتے۔ ہندو رسوم کی پابندی کرتے۔ ہندو کتب مقدسہ کو مانتے۔ اور ہندو روایات کے پابند ہیں۔ تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غیر ہندوؤں کو وہ مذہبی طور پر کس قدر حقیر قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے متعلق کتنی نفرت اور حقارت اپنے دل میں رکھتے ہیں ❊

مسٹر ساورکر نے ہندو مذہب کی چھوت چھات کے مقابلہ میں اسلام کی طرف جس بات کو منسوب کر کے یہ بتانا چاہا تھا کہ اسلام میں چھوت چھات سے بڑھکر بُرائی موجود ہے۔ اسی کا جواب مہاراجہ صاحب کوھلاپور کے الفاظ میں موجود ہے جو انھوں نے انہی دونوں باتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا :-

"اس معاملہ میں ہندوؤں کا نقطہ نظر یقیناً مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت پست ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور اسلام تمام غیر مسلموں کے لئے اپنی آغوش مساوات کھولے ہوئے ہے"

یہ الفاظ کسی مسلمان کے نہیں۔ بلکہ ایک ہندو کے اور معزز ہندو کے ہیں۔ جو ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مجمع میں کہے گئے۔ اور جن کے صحیح ہونے سے کوئی عقلمند ہندو انکار نہیں کرسکتا ❊

ان حالات میں جبکہ ہندو مذہب کے بڑے بڑے سرکردہ لوگ بھی اس بات کا علی الاعلان اقرار کر رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں اچھوت قوموں کی نجات کا کوئی رستہ نہیں۔ اور نہ صرف اقرار کر رہے ہیں بلکہ صدیوں سے اپنے عمل اور سلوک سے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا رہے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی اس مخلوق کو جسے ہندوؤں نے اچھوت قرار دے کر انسانیت کے درجہ سے محروم کر رکھا ہے۔ بتائیں کہ اس کی نجات کا رستہ صرف اسلام ہے۔ اسلام کی آغوش میں آکر وہ تمام ان حقوق کے مستحق ہونگے۔ جو کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان کو مذہب میں حاصل ہیں۔

افسوس ہے۔ کہ مسٹر ساورکر جیسے ہندو تو اچھوت اقوام کو اسلام سے متنفر کرنے کے لئے غلط اور جھوٹی باتیں اسلام کی طرف منسوب کرنے سے دریغ نہ کریں۔ لیکن مسلمان اسلام کی اس خوبی اور بڑائی کو بھی ان اقوام کے سامنے پیش نہ کریں جس کا اقرار اور اعتراف اعلیٰ پایہ کے ہندو بڑے زور کے ساتھ کر رہے ہیں ❊

خلافت کانفرنس کے اخراجات

انگریزی معاصر "مسلم ہیرلڈ" الٰہ آباد (۲۱ فروری) میں گذشتہ خلافت کانفرنس منعقدہ کانپور کے اخراجات کی تفصیل شائع ہوئی ہے۔ جس میں سے بعض مدات کی رقوم اس لئے درج کی جاتی ہیں تا معلوم ہو سکے۔ کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع جس میں خلافت کانفرنس کی نسبت بہت زیادہ افراد شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ کس سادگی اور کتنے بڑے ایثار اور قربانی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

خلافت کیمپ کی تعمیر پر ۰-۶-۵-۳۶۱۳ صرف کئے گئے۔

کیمپ اور جلسہ گاہ کی سجاوٹ وغیرہ کے لئے جو فرنیچر لیا گیا۔ اس پر ۰-۰-۵۹۳ روپے خرچ ہوئے۔

خیموں کے لئے ۰-۱۱-۱۹۰۱ روپے دئے گئے۔

۶-۸-۱۵۱۷ روپے روشنی پر صرف ہوئے۔

اسباب کا کرایہ۔ ریل گاڑی۔ باورچی خانہ کے برتن۔ ٹرنک کال ٹیلیفون۔ کیشر بکس۔ سبز میز پوش اور دیگر متفرق اخراجات پر ۱۲۲۱ روپے خرچ

یہ اخراجات جس قدر مجمع کے لئے کئے گئے۔ اس کا اندازہ خوراک کے بل سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو "سول اینڈ ملٹری ہوٹل" کے مالک کو ادا کیا گیا۔ اس اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کو کئی وقتوں کے کھانے کا بل جس میں مہمانوں کے علاوہ کام کرنے والوں اور اخبار نویسوں کی خوراک کے اخراجات بھی شامل تھے۔ ۰۰-۱۵-۱۵۷ روپے دیا گیا ؞

اس قدر قلیل مجمع کے لئے اس قدر اخراجات کا مقابلہ جب ہم اپنے سالانہ جلسہ کے عظیم الشان مجمع کے اخراجات سے کرتے ہیں۔ تو اپنے جلسہ کے منتظمین اور کارکنوں کے حسن انتظام کفایت شعاری اور اعلےٰ کارکردگی کا تہ دل سے اعتراف کرنا پڑتا ہے اور وہ تمام اصحاب بھی جو بذات خود سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔

مولوی ظفر علی اور سلطان ابن سعود

سلطان ابن سعود کی ملاقات اور مہمان نوازی سے شرف اندوز ہونے کے بعد مولوی صاحب نے حق نمک ادا کرنے کے لئے انکی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دئے ہیں۔ اور یہاں تک فرماتے ہیں کہ :-

"ابن سعود کی شخصیت میں مقناطیسی کشش ہے۔ جو بہترین عرب ہے۔ جو بدوی صفات کے علاوہ ایسا دل و دماغ رکھتا ہے جو بڑے سے بڑے مدبر کے لئے باعث افتخار ہو۔ بعض حلقوں میں یہ خوف ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ ایک یورپین طاقت کے زیر اثر ہے۔ لیکن یہ خوف بالکل بے بنیاد ہے۔" (زمیندار ۱۴ فروری) مگر یہی مولوی صاحب انہی سلطان ابن سعود کے متعلق اسی اخبار زمیندار میں ۱۳ جون ۱۹۲۰ء کو جو کچھ لکھ چکے ہیں۔ وہ یہ ہے :-

"مقام شکر ہے۔ کہ جناب شیخ نجد نے جنگ میں برطانیہ کا ساتھ دیکر ان تمام پرانے کینوں کو جو وہابیوں کی طرف سے انگریزوں کے سینوں میں تڑپ رہے تھے۔ میٹ دیا اور انگریزوں پر ثابت کر دیا۔ کہ وہابی ہلال کا جہاد ہی نہیں۔ بلکہ صلیب کا جہاد بھی کر سکتے ہیں۔ اور اس لئے ان سے بدگمان ہونا درست نہیں ہو سکتا۔"

ان الفاظ میں بڑے زور کے ساتھ سلطان ابن سعود پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے جنگ میں انگریزوں کا ساتھ دیا جو اسوقت ترکوں کے خلاف لڑ رہے تھے مگر آج اس کے مقابلہ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ان پر کسی دوسری حکومت کا اثر نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں بہت بڑا مدبر اور تمام خوبیوں کا جامع بتایا جا رہا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ سلطان ابن سعود ایک روشن دماغ مدبر ہوں۔ اور یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کسی دوسری حکومت کے زیر اثر نہ ہوں لیکن مولوی ظفر علی صاحب جیسے انسان کے منہ سے یہ باتیں سنکر بہت کم لوگ ہونگے جو اعتبار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور جو پہلے سلطان موصوف کی خوبیوں کے قائل بھی ہوں۔ انہیں بھی شبہ پڑ جائے گا۔ کیونکہ مولوی صاحب کسی کی تعریف یا مذمت اس لئے نہیں کیا کرتے۔ کہ وہ تعریف یا مذمت کا مستحق ہوتا ہے بلکہ ذاتی اور نفسانی اغراض ان کی زبان اور قلم کو متحرک کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت وہ جس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت اس میں عیب نکالنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر اسی کو تمام صفات کا مجموعہ بتایا کرتے ہیں ؞

اچھا کھانا اور عمدہ لباس پہننا

اسلام نے جہاں اسراف اور فضول خرچی سے منع کیا ہے وہاں اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اپنی حالت نہ رکھنے کو بھی ناپسند کیا ہے۔ اور کنجوسی اور خست کو بہت برا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ میں ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسوقت میرے جسم پر ادنیٰ قسم کا میلا کچیلا لباس تھا۔ چونکہ حضور کو میری فارغ البالی کا حال معلوم تھا۔ اس لئے دریافت فرمایا کہ کیا اب تمہارے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا کا شکر ہے۔ میں اطمینان کی حالت میں ہوں مال و زر بھی ہے۔ تجارت بھی کامیاب ہے۔ اور گھوڑے۔ اونٹ اور غلام بھی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو مال عطا فرمایا ہے تو پھر تم اسقدر شکستہ حال کیوں رہتے ہو۔ مناسب یہ ہے کہ ایسا لباس پہنو۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل و کرم کا اثر تم پر ظاہر ہو لیکن ہر حال میں اس بات کا خیال رکھو کہ غرور و تکبر تمہارے پاس نہ آنے پائے۔

پھر فرمایا :- ان اللہ یحب ان یریٰ اثر نعمتہ علی عبدہٖ وکلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم یخالط اسراف والتبذیر کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پسند کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں دی ہوں۔ ان کا اثر ان پر معلوم ہو۔ پس اے لوگو! کھاؤ اور پیو اور صدقہ دو۔ اور پہنو۔ لیکن اس حد تک کہ اسراف و تبذیر یعنی فضول خرچی کے دائرہ میں داخل نہ ہو جاؤ۔

اسلام کی دیگر پُر حکمت تعلیموں کی طرح یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے لیکن افسوس کہ مسلمانوں کا اگر اکثر حصہ اسراف اور تبذیر میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔ تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو اچھے کھانے اور اچھے پہننے کو روحانیت اور تقویٰ کے خلاف سمجھنے لگ گئے اور غلاظت میں لت پت ہونے اور خراب کھانے کو روحانیت کی علامت سمجھنے لگ گئے۔ ایسے ہی لوگ یا ان کے ہمخیال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ آپ کیوں صاف کپڑے پہنتے اور اچھا کھانا کھاتے ہیں ؞

جنگِ عظیم کے ہولناک نتائج

گذشتہ جنگ عظیم دنیا کے لئے اتنی بڑی آفت اور بلا تھی کہ جسے جلدی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن افسوس انسان اسقدر زود فراموش اور لاپرواہ ہے۔ کہ اس جنگ کے ظاہری اثرات آج اس کے قلب پر بہت کم نظر آتے ہیں۔ اس جنگ میں نقصانات کا جو سرسری اندازہ لگایا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

(۱) ایک کروڑ ایسے سپاہی جن کے مقتول ہونے کا علم ہوا۔
(۲) ۳۰ لاکھ ایسے سپاہی جن کے مقتول ہونے کا احتمال ہے۔
(۳) ایک کروڑ ۳۰ لاکھ عام آبادی کے انسان ہلاک اور سخت زخمی ہوئے۔
(۴) ۲ کروڑ زخمی ہوئے (۵) ۳۰ لاکھ اسیران جنگ و مفقود الخبر۔
(۶) ۹۰ لاکھ یتیم بچے (۷) ۵۰ لاکھ بیوہ عورتیں۔
(۸) ایک کروڑ جلاوطن اور خانماں برباد۔

ان نقصانات پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کیسا زور آور حملہ تھا جو بحر پر بھی ہوا اور بر پر بھی۔ جو دیہاتوں پر بھی ہوا اور مرغزاروں پر بھی۔ کاش! دنیا اس سے عبرت پکڑے اور اپنے خالق حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ تا آئندہ اس قسم کے قہری حملوں سے بچ سکے ؞

دیوبند کی حالت زار

بالفاظ اخبار "مدینہ" (۲۱ فروری) دیوبند کی درسگاہ میں "بے جا اختیارات اور دلشکن رازہائے درون پردہ کی روح ہر عمل میں دوڑ رہی ہے" اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو رہا ہے کہ :-

"ہم قوم اور ملت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنی توجہ اس عظیم الشان دارالعلوم کے نظم و نسق کی طرف مبذول کریں۔ ورنہ عنقریب اس یادگار صالحہ کا نشان بھی مٹ جائے گا۔"

ایک معمولی سے مدرسہ کے متعلق یہ ان لوگوں کی انتظامی قابلیت کا حال ہے۔ جو سلطنتوں کے انتظام و انصرام میں دخیل کار بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور آج کل اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ سلطان ابن سعود حجاز کی حکومت ان کے حوالے کر دیں۔ پھر جو طریق یہ لوگ تجویز کریں۔ اس کے مطابق حجاز پر حکومت ہو ؞

ان علماء کو سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے دین سے غافل ہو جانے کی وجہ سے انہیں تو اتنی بھی اہلیت باقی نہیں رہی کہ اپنے گھر کا انتظام عمدگی سے کر سکیں۔ پھر سلطنتوں کے انتظام میں دخل دیں ؞

صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر جو انہوں نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء پر فرمائی)

سورہ کہف کا آٹھواں رکوع تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:۔

حضرات! جب سے میں جلسہ پر تقریر کرنے لگا ہوں۔ تقریباً یہی مضمون میرے حصہ میں آتا ہے۔ کہ میں صداقت مسیح موعودؑ پر کچھ بیان کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہمیشہ ایسے مسئلے کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس پر تمام باتوں کا دارومدار ہو اور انسان چونکہ بھول جاتا ہے اس لئے اسے بار بار یاد کرانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ صداقت مسیح موعود کی اہمیت

حضرات! اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ بات بالکل صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ صداقت مسیح موعودؑ پر اسلام کی ترقی بلکہ زندگی موقوف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا مسئلہ وہ مسئلہ ہے کہ اگر لوگ اس کو سمجھ جائیں تو اسلام یقیناً ترقی کر جائے۔ اور نہ صرف ترقی کر جائے۔ بلکہ مضبوط ہو جائے۔ کیونکہ آج اگر اسلام کی صداقت بیان کی جاسکتی ہے۔ تو وہ اسی ذریعہ سے کی جاسکتی ہے۔ کہ اسلام نے جو ایک آنے والے مسیح کی خبر دی تھی۔ وہ اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ اور جب اسلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو پھر اس بات میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ اس مسئلے پر یقین کرنے سے اسلام ترقی کرتا ہے۔ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

آیات تلاوت کردہ

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے متعلق ایک اصل بیان کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مخالفین کا ایک اصل بھی بیان فرمایا ہے۔ ان دونوں فریقوں کے اصول کو اس لئے اکٹھا بیان کیا ہے۔ کہ ہم ان سے ان کو پہچان لیں کیونکہ جب ہمارے سامنے دو مختلف آدمیوں کے حلیئے ہوں تو ہم ان کو بآسانی پہچان سکتے ہیں۔ پس سچوں کے بالمقابل ان لوگوں کا معیار شناخت بھی بیان کر دیا۔ جو سچے نہیں۔ بلکہ سچوں کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف ہمیں سہولیت پہنچانے کے لئے کیا گیا۔ تاکہ جب کبھی یہ دونوں لڑتے ہوں۔ تو ان آیات کا مضمون یاد رکھنے والے حق پر ہونے والوں اور ناحق پر ہونے والوں کو پہچان لیں۔

حق پر ہونے والوں کا معیار شناخت

اب میں پہلے حق پر ہونے والوں کا معیار شناخت پیش کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو عام طور پر نبی یا رسول کہا کرتے ہیں۔ سو خدا تعالےٰ ان کی شناخت کا یہ معیار قرآن شریف میں بیان فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ یعنی ہم نہیں بھیجا کرتے رسولوں کو مگر دو حالتوں میں۔ ایک یہ کہ وہ بشارت دینے والے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ ڈرانے والے ہوتے ہیں۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے کوئی نبی باہر نہیں رہ سکتا۔ یہ ضروری ہے۔ کہ جو نبی ہو کر آئے وہ مبشر بھی ہو اور منذر بھی ہو۔ یہ تو نبیوں کے متعلق معیار ہے۔ یا صفت ہے یا حالت ہے۔ کہ جو شخص بھی خدا کی طرف سے ہمارے سامنے آئے۔ وہ مبشر اور منذر ہو۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ وہ فی الواقع مبشر بھی ہے۔ اور منذر بھی۔ تو وہ یقینی طور پر خدا کی طرف سے ہوگا۔

ناحق پر ہونے والوں کا معیار شناخت

اس کے بالمقابل خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کی شناخت کے لئے بھی معیار بیان فرما دیا۔ جو ناحق پر ہوتے ہیں۔ اور ان کا مقابلہ کرتے ہیں جو حق پر ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَمَا اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۔ یعنی مقابلہ کرتے ہیں ہر ایک کا وہ لوگ جو منکر ہوتے ہیں باطل کے ساتھ اس واسطے کہ سچائی کو اس باطل کے ذریعے گرا دیں اور جھوٹا ثابت کر دیں۔

خلاصۂ کلام

اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ رسول مبشر اور منذر ہوگا۔ اور اس کا منکر باطل بناء پر جھگڑا کرنے والا۔ اب یہ ایک مقیاس ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے ہمارے ہاتھ میں دیدی۔ کہ ہم اس سے ان کو پہچان لیں۔ اور ان دونوں فریقوں میں ایک تفریق پیدا کر دیں۔ تاکہ حق اور باطل میں ایک بیّن تمیز پیدا ہو سکے۔ کیونکہ یہ سوال پیدا ہوا کرتا ہے۔ کہ دعوےٰ کرنیوالے کو یونہی مان لیا۔ اور اس کا انکار کرنے والوں کو یونہی جھوٹا قرار دے دیا۔ اس لئے یہ فرما دیا۔ کہ ہر مدعی کو تسلیم بھی نہ کرو اور ہر منکر کو رد بھی نہ کرو۔ اس کو دیکھو کہ مبشر اور منذر ہے یا نہیں۔ اور پھر اس کو دیکھو کہ وہ مقابلہ بالباطل کر رہا ہے یا بالحق۔ اگر مقابلہ بالحق کر رہا ہے۔ تو سمجھ لو کہ دعوےٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ اور اگر وہ بالباطل مقابلہ کر رہا ہے۔ تو اس کا یہی نتیجہ ہے۔ کہ دعوےٰ کرنے والا فی الواقع سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔

حضرت مسیح کا دعویٰ

یہ دو اصول جو زریں اصول ہیں کسی کی صداقت پہچاننے کیلئے بہت ہی کارآمد اور مفید ہیں۔ اب میں ان ہر دو اصول کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ پیش کرتا ہوں اور آپ کے مخالفوں کی حالت دکھلاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جن کا اسم مبارک مرزا غلام احمد قادیانی ہے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"وَاِنِّیْ بُعِثْتُ عَلٰی رَأْسِ ھٰذِہِ الْمِائَۃِ الْمُبَارَکَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ۔ لِاَجْمَعَ شَمْلَ الْمِلَّۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ۔ وَ اَدْفَعَ مَا صِیْلَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ۔ وَ اَکْسِرَ عَصَا مَنْ عَصٰی وَاُقِیْمَ جُدْرَانَ الشَّرِیْعَۃِ"

(اعجاز المسیح صفحہ ۵ مطبوعہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء)

آپ فرماتے ہیں۔ میں اس صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تاکہ تفرقوں کو دور کروں۔ اور کتاب (یعنی قرآن) اور رسول (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو اعتراضات اور حملے کئے جا رہے ہیں۔ ان اعتراضوں اور حملوں کو دفع کروں۔ اور ہر سرکش اور نافرمان کی تاب وتواں کو زائل کردوں اور شریعت کی دیواروں کو مضبوط کر دوں۔ یہ مقصد آپ نے اپنے دعوے کے بیان فرمایا۔

اب آپ کا دعوےٰ کیا ہے۔ آپ کا دعوےٰ آپ ہی کے لفظوں میں یہ ہے۔

"وَقَدْ بَیَّنْتُ مِرَارًا وَاَظْھَرْتُ لِلنَّاسِ اِظْھَارًا اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ وَالْمَھْدِیُّ الْمَعْھُوْدُ"

(اعجاز المسیح صفحہ ۶ مطبوعہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء)

میں نے بار بار بیان کر دیا۔ اور جیسا کہ اظہار بیان کے لئے شرط ہے۔ میں نے ظاہر کر دیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں میں مہدی معہود ہوں۔

رفع شک

یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ اب اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم کسی دعویٰ کرنیوالے کے صرف اتنا کہہ دینے پر کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں کیونکر اسے مان لیں کہ وہ خدا ہی کی طرف سے آیا ہے۔ ہم خدا کے پاس نہیں گئے۔ جو اسے دیکھتے۔ اور ادھر ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ بھی ہم میں سے ہے۔ مگر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر یہ کبھی غائب ہو جاتا۔ تو پھر بھی کسی حد تک گنجائش تھی۔ اور ہم شائد مان لیتے۔ کہ یہ جو غائب ہو گیا تھا۔ ممکن ہے۔ خدا ہی کے پاس گیا ہو اور پھر وہاں سے آکر کہتا ہو۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ لیکن یہ تو یہاں ہی رہتا ہوا دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ پس جس طرح ایک شخص کہیں باہر جائے۔ اور وہاں سے آکر کہے۔ کہ میں وہاں سے آیا ہوں۔ اور اس بات کے ثبوت کے لئے وہاں کے

اخبارات۔ تحائف۔ خط اور اشتہار دیں اگر کوئی اس جگہ کے لئے ہو سکتی ہیں بیٹھ بھی کرے۔ لیکن پھر بھی سب باور نہیں کر سکتے جب تک کہ یقینی اور قطعی بات نہ کرے۔ اسی طرح اس قسم کے مدعی کے لئے کہ جو کہے۔ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر فی الواقع خدا کی طرف سے آئے ہو۔ تو اس کو ثابت کرو۔ اور ہمیں ایسے علامات بتاؤ۔ کہ جن سے ہم اس دعوے کی صداقت کو مان سکیں۔ ایسا شخص تب ہی اپنے دعوے کو منوا سکتا ہے۔ جب وہ وہاں کی کوئی چیز بتائے اور دکھائے۔ سو خدا کے ہاں کی عمدہ چیزوں میں سے ایک علم غیب ہے۔ اور اس کا خزانہ صرف اسی کے پاس ہے۔ اور جس چیز کی مارکیٹ اور خزانہ سوائے خدا کے اور کسی کے پاس نہیں۔ اس کے متعلق کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ وہاں کی چیز نہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ غیب کا علم خدا ہی کے پاس ہے۔ اور اس کی چابیاں بھی اسی کے پاس ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ (انعام - ۶۰) یعنی خدا ہی کے پاس غیب کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ اور کوئی آدمی نہیں۔ جو خدا کے ان خزانوں کو کھول سکے۔ کیونکہ یہ ایسا مقفل ہے۔ کہ اس کی چابیاں بھی سوائے خدا کے ہاتھ کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ پس اگر کوئی دعوے کرتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تم خدا کے خزانوں سے کچھ لائے ہو۔ تو واقعی تم خدا کی طرف سے بھی آئے ہو۔ اور اگر وہاں سے کچھ نہیں لائے۔ تو پھر تم اس کی طرف سے آئے بھی نہیں۔

نبی کا علم غیب

پس اس سوال کے جواب کے لئے میں بتاتا ہوں۔ کہ غیب کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ۔ کہ نہیں بھیجے ہم نے رسول مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے۔ اب یہ بشارت دینا یا ڈرانا کسی آئندہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ سب پر ظاہر ہے۔ کہ آئندہ کی خبر کو غیب کہتے ہیں۔ یعنی پیشگوئی کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وقت سے پہلے کسی امر کے متعلق بتا دینا۔ کہ یہ اس طرح ہوگا یا اس طرح نہ ہوگا۔ اب یہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے تاریخ مشاہدہ ثابت کرتی ہے کہ اور کوئی مطلقاً بتا نہیں سکتا۔ بلکہ فرشتے بھی اس بات تک پہنچنے سے عاجز ہیں۔

اگر اس کے متعلق کوئی کچھ اطلاع پاتا ہے۔ تو وہ انبیاء اور رسل کا گروہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن - ۲۶) پہلی آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیب کا خزانہ خدا کے پاس ہے۔ اور اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا اس غیب کے خزانہ کا منہ اپنے برگزیدہ لوگوں پر کھولتا ہے۔ جو تبشیر اور انذار کے رنگ میں کھلتا ہے۔

مسیح موعود پر غیب کا اظہار

اب جس مدعی نے اس زمانہ میں خدا کی طرف سے ہونے کا دعوے کیا دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس پر اس خزانہ کا منہ کھولا گیا۔ اور اس نے تبشیر و انذار کا کام کیا۔

اگر اس موعود نے جو اس زمانہ میں مدعی ہے تبشیر و انذار کا کام کیا۔ تو فی الواقع وہ مرسلین میں شامل ہے۔ اور سچا ہے۔ لیکن اگر یہ کام اس نے نہیں کیا تو پھر وہ نہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ ہی سچا اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ کہ جس سے وہ اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کر سکے۔ اور یہ یقین کرا سکے۔ کہ وہ سچا ہے۔

تبشیر کا پہلو

اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے اب میں سب سے پہلے بشارت کے پہلو کو لیتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے جن کا دعوے ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں یہ کام کیا یا نہ؟ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس وقت جب کہ آپ اکیلے تھے۔ بتایا یاتون من کل فج عمیق۔ کہ دور دور سے اور کثرت سے لوگ آئیں گے۔ اس وقت آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور نہ صرف آپ ہی کو نہ جانتا تھا۔ بلکہ قادیان کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ پھر کوئی ایسے سامان بھی نہ تھے۔ کہ جن سے اس قدر عظیم الشان حالت کے پیدا ہو جانے کا قیاس کیا جا سکتا۔ ان حالات میں آپ نے اپنے متعلق آج سے بہت پہلے یہ بشارت دی۔ کیا یہ بشارت درست نکلی؟ اس کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمام حضرات جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اور تمام وہ اشخاص جو اس وقت تو یہاں موجود نہیں۔ مگر احمدی ہیں اپنے اپنے وجود سے اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ یہ بشارت جو غیب پر مبنی تھی۔ پوری ہوئی اور پوری ہو رہی ہے۔ اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہے گی۔

انذار کا پہلو

حضرات! میں نے مختصر طور پر تبشیر کا پہلو دکھلایا ہے۔ اب میں اسی طرح مختصر طور پر انذار کا پہلو دکھاتا ہوں۔ انذاری رنگ میں آپ نے خدا سے علم غیب پا کر یہ خبر دی۔ کہ طاعون آئے گی۔ مجھے وہ قصہ یاد ہے۔ جب آپ نے اشتہار دیا۔ کہ زمین پر سیاہ پودے لگاتے ہوئے فرشتوں کو میں نے دیکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ زمین میں طاعون کی تخم ریزی کی گئی چنانچہ سارے ملک میں طاعون پھیل گئی۔ آپ نے صرف طاعون ہی کی انذاری پیشگوئی نہیں کی۔ بلکہ زلزلوں۔ جنگوں اور تباہیوں کی بھی ہولناک خبریں دیں۔ جو پوری ہو چکیں۔ اور جو باقی ہیں۔ بلا شبہ پوری ہو چکنے والی خبروں کا قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری ہوں گی۔

نجوم اور علم غیب میں فرق

اس انذار و تبشیر کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب نجومی بھی آئندہ کی خبریں دے سکتے ہیں۔ تو کیونکر ہم اس شخص کو نبی مان لیں۔ جو کہتا ہے۔ کہ میں جو کہتا ہوں۔ خدا سے خبر پا کر کہتا ہوں مگر ایسا کہنے والے حق بجانب نہیں ہوتے کیونکہ علم غیب اور علم نجوم میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک نجومی دشمنوں کی ہلاکت اور اپنی کامیابی کے متعلق خبریں نہیں دے سکتا۔ کسی غیر کے متعلق تو وہ کچھ نہ کچھ بتائے گا۔ لیکن اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں بتا سکتا۔ لیکن اس کے بالمقابل ایک نبی اپنے لئے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لئے تبشیر یا انذار کے رنگ میں خبریں دے سکتا ہے اور صرف خدا سے اطلاع پا کر دے سکتا ہے۔ جسے علم غیب ہی کہتے ہیں۔ لیکن ایک نجومی کی رسائی یہاں تک نہیں۔ وہ قیاسی باتوں کو بیان کرتا ہے۔ اور قیاسی باتیں ہرگز علم غیب نہیں کہلا سکتیں۔

(باقی)

لاودقیوں کا خط کیا ہوا

اناجیل کے جمع کرنے کا زمانہ ایک نہایت تاریک زمانہ تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ لوگ الہامی کتب کی پورے طور پر حفاظت نہ کر سکے۔ اور انجیل میں بہت کچھ کمی بیشی واقع ہو گئی۔ بعض مقامات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بڑا حصہ بالکل گم ہے۔ نامعلوم عیسائی صاحبان کیوں اس کی تلاش نہیں کرتے۔ ذیل میں پولوس رسول کے ایک خط کا حوالہ درج کرتا ہوں۔ جس میں انہوں نے ایک ایسے خط کا ذکر کیا ہے۔ جس کا وجود اناجیل اربعہ میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ کیا ہم امید کریں۔ کہ پادری صاحبان تکلیف فرما کر ہمیں اس خط سے آگاہ کریں گے۔ نامہ قلسیون باب ۴ آیت ۱۶ میں پولوس فرماتے ہیں:۔

”اور جب یہ خط تم میں پڑھا جاوے۔ تو ایسا کرو۔ کہ لاودقیوں کی مجلس میں بھی پڑھا جاوے اور لاودقیوں کا خط تم بھی پڑھو۔“

خط کشیدہ عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پولوس رسول نے ایک خط لاودقیوں کے نام بھی لکھا تھا۔ مگر آج وہ بالکل مفقود ہے۔ کیا یہ اس بات کی بین دلیل نہیں کہ انجیل میں عمداً کمی ہوئی۔ ایسے حوالوں کی موجودگی میں عیسائی دوستوں کا یہ دعوے کہ انجیل تحریف سے بچا ہے۔ صحیح نہیں ہو سکتا۔

(خاکسار علی محمد اجمیری مولوی فاضل)

آریوں کے لاثانی محقق کی حقیقت

پنڈت لیکھرام صاحب اور رسم ستی

(چھ مارچ کی یادگار میں لکھا گیا۔)

جنہیں آریہ سماج کے "دھرم ویر اور رہابلی" پنڈت لیکھرام صاحب کی کلیات "آریہ مسافر" کے پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہے وہ اس رائے سے اتفاق کرینگے۔ کہ اس شخص کے دل میں اسلام انبیاء اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اس قدر بغض اور تعصب بھرا ہوا تھا۔ کہ جسکی نظیر کسی دیگر سماجی میں ملنی محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جس طور سے قلم چلایا وہ ایک محقق اور حق پسند کی شان کے قطعی منافی تھا۔ آریہ سماجی اسے محقق اور بے لاگ محقق کہیں۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ اس شخص کو حق پسندی اور صدق بیانی سے کوئی غرض نہ تھی۔ اس کا مقصد اور مدعا یہی اور صرف یہی تھا۔ کہ کسی طرح اپنی قوم کو اسلام اور ارکان اسلام ہادیان برحق اور نبی صادق سے بدظن اور بیزار کیا جائے تاوہ رَو جو ہندو نوجوانوں کو اسلام کی طرف بہائے لیجارہی تھی۔ رک جائے۔ اس وجہ سے اس نے حق دیکھا نہ ناحق۔ جو دل میں آیا اور جس بات کو دیکھا کہ اسلام کے خلاف نفرت پیدا کرنے کیلئے مفید ہے۔ اس کو لکھا اور جا بجا بیان کیا۔ اور بہتان و افترا سے کام لیتے ہوئے وہ عیب جن کے مرتکب خود اسی کے بزرگ ہوئے تھے بیگناہ مسلمانوں کے سر منڈھ دیئے۔

یہ مختصر سا مضمون اس کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ آریوں کے اس لاثانی محقق کی "فاضلانہ تحقیق" اور "حق پسندی" کا بالتفصیل ذکر کیا جائے۔ اس لئے یہ بتلانے کے لئے کہ یہ شخص حق و راستی سے کس قدر دور تھا۔ ذیل میں بطور نمونہ مشتے از خروارے اس کی کلیات سے ایک فقرہ نقل کیا جاتا ہے۔ ناظرین دیکھیں گے۔ کہ آریہ سماج کے "شردھنی" کو مسلمانوں سے کس قدر بیر اور عداوت تھی۔ اپنے آباء و اجداد کی خلاف انسانیت رسوم پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونے کا دستور ہوا۔ تاکہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۸۵ کالم ۲)

جس شخص نے ہندوستان کی قدیم تواریخ کا سرسری طور سے بھی مطالعہ کیا ہوگا۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے اس فقرہ میں کس قدر حق پوشی سے کام لیا۔ اور کس نا روا جرأت سے اس ظلم عظیم اور بدترین رسم (ستی) کا الزام مسلمانوں پر لگایا۔ کس قدر اندھیر ہے۔ کہ جس رسم کو مسلمان بادشاہوں نے روکا۔ اور اس کی روک تھام میں اخلاقی دباؤ بھی ڈالا۔ خود وہی اس رسم بد کا باعث بتلائے جائیں۔ مگر واقعات کسی کی دو رعایت نہیں کیا کرتے۔ وہ اپنی سچائی ہمیشہ دنیا سے منوا لیا کرتے ہیں۔ اسلئے ہم ذیل میں چند تواریخی حوالے نقل کرتے ہیں۔ تا ناظرین دیکھیں غور کریں اور فیصلہ کرسکیں کہ آریہ سماج کے اس لاثانی محقق کی حق پسندی اور علمی قابلیت کس قدر تھی۔ اور جان لیں۔ کہ ہندوستان جنت نشان کو اگنی کنڈ کی شکل میں تبدیل کردینے والی رسم ستی کا باعث مسلمان تھے یا خود اس "لاثانی محقق" کے آباؤ اجداد؟

پہلا حوالہ

ٹھاکر ہنومنت سنگھ رگھو ونشی لکھتے ہیں:- "دجے سین کا پایہ تخت بلبھی پور علاقہ گجرات میں تھا ۵۲۴ء میں وہاں شلادتیہ نامی راجہ برسر حکومت تھا۔ ان پر کسی غیر ملک کے دشمن نے چڑھائی کی۔ اور بلبھی پور کو تباہ کردیا۔ اس لڑائی میں شلادتیہ بڑی جوانمردی سے لڑے اور مع اپنے رشتہ داروں کے مارے گئے۔ اور ان کی رانیاں ان کے ساتھ ستی ہوگئیں" (میواڑ کا اتہاس ہندی صفحہ ۲)

ان فقرات کو پڑھ کر ہر ایک ہوشمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب ۵۲۴ء میں بھی رسم ستی اس ملک میں رائج تھی۔ تو پھر اس کا باعث مسلمان کیونکر ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان حکمرانوں کا ہندوستان میں آکر برسر اقتدار ہونا تو کجا اس وقت ابھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ظہور نہ ہوا تھا۔

دوسرا حوالہ

لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں۔ جس وقت ہندوستان پر موریہ خاندان حکمران تھا اس وقت بھی رسم ستی رائج تھی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل الفاظ سے عیاں ہے:-

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ستی کی رسم اس وقت جاری تھی۔ تو کسی عورت کو ستی ہونے پر مجبور نہ کیا جاتا تھا"

(سوانح عمری مہاراج اشوک اردو صفحہ ۹)

اور یہ ظاہر ہے۔ کہ موریہ خاندان کا زمانہ حکومت ۱۸۵ سنہ سے ۳۲۲ قبل مسیح تک ہے۔

(دیکھئے ہندی میں بھارت کے پراچین راج ونش جلد دوم صفحہ ۱۹۲)

تیسرا حوالہ

پھر یہی نہیں۔ اشوک اور چندر گپت موریہ کے زمانہ حکمرانی سے بھی قبل یہ رسم بد جاری تھی یعنی جس وقت یونان کے مشہور بادشاہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس وقت ہندوستان میں جاری تھی جس کے لئے ملاحظہ ہو لالہ لاجپت رائے صاحب کا حسب ذیل بیان۔ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"اسکندر کی فوج میں ایک ہندوستانی افسر کی عورت ستی بھی ہوئی تھی" (مہاراج اشوک اردو صفحہ ۱۰۵)

ہندوستان کی تواریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں کہ سکندر یونانی کا سنہ ولادت ۳۶۵ سنہ اور ہندوستان پر حملہ آوری ۳۲۷ سنہ قبل از مسیح ہے (دیکھئے ہندی میں سکندر شاہ صفحہ ۱۳ و صفحہ ۹۶ مصنفہ چندر شیکھر پاٹھک) یہ وہ زمانہ ہے۔ کہ ابھی چندر گپت تخت حکومت پر متصرف نہ ہوا تھا۔ جب تواریخ کے مستند بیانات شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں رسم ستی مسلمانوں کی آمد سے بہت پہلے رائج تھی۔ تو پھر پنڈت لیکھرام کا یہ لکھنا کہ ستی کی رسم ظالم مسلمانوں کی وجہ سے جاری ہوئی۔ کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

چوتھا حوالہ

انہی حوالوں پر اکتفا نہ کرتے ہوئے معزز ناظرین کو ہم بتدریج زمانہ قدیم کی طرف لے جاکر بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ رسم قدیم سے قدیم تر بلکہ قدیم ترین زمانہ میں بھی ویسے ہی رائج تھی جیسی کہ آغاز اسلام کے وقت۔ ملک کشمیر کی مشہور تواریخ راج ترنگنی کا مترجم بحوالہ تاریخ کشمیر لکھتا ہے۔

"جب راجہ بھیم دیو والئے کشمیر کا چچیرا بھائی سمی شا گا کسی زمیندار کی لڑکی پر عاشق ہوگیا (اور) حکومت کے گھمنڈ میں جبراً اس عفت شعار کے دامن عصمت میں دست انداز ہوا۔ لڑکی کے لواحق بھیم دیو کے پاس نالش لے گئے۔ تو دادگر بادشاہ نے بھائی کا پاس خاطر بالائے طاق رکھا۔ اور بدکردار کو قتل کرکے اپنی انصاف پسندی کا ایسا نمونہ پیش کیا۔ کہ جس کی نظیر شاذ ہی ملتی ہے۔ مقتول کی ماں نے بہت واویلا کیا۔ لیکن راجہ نے ایک نہ سنی۔ آخر وہ بھی شفقت مادری سے شا گا کے ساتھ شمشان پر ستی ہوگئی" (اردو راج ترنگنی جلد اول صفحہ ۴۳-۴۴)

یہ راجہ ان باون ۵۲ والیان کشمیر میں سے ایک ہے۔ جن کے حالات بقول پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی مفقود ہوچکے ہیں۔ اور ان ۵۲ راجاؤں کا زمانہ آج سے کم از کم تین چار ہزار سال قبل ہے۔ جب اس قدر قدیم زمانہ میں بھی ستی کا رواج نظر آتا ہے۔ تو پھر پنڈت لیکھرام یا کسی دوسرے آریہ سماجی کا اس رواج کا باعث مسلمانوں کو بتانا واقعات کا خون اور انصاف کا گلا گھونٹنا نہیں تو اور کیا ہے؟

پانچواں حوالہ

لالہ شو برت لعل ورمن ایم اے نے لکھا ہے:- "کرم دیوی راجہ آنیت کی لڑکی نے خودکشی کی اور ستی ہوئی" (بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ اول صفحہ ۱۶)

چھٹا حوالہ اسی طرح یہی صاحب لکھتے ہیں :-
" راجہ نل کی عورت بھی ستی ہونے پر تیار تھی " (بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ ۶۳)

ساتواں حوالہ " سولوچنا اپنے خاوند میگھناد کے سر کے ساتھ ستی ہو گئی "
(بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ ۶۳)

آٹھواں حوالہ یہی صاحب اس کتاب کے اسی صفحہ پر رقمطراز ہیں کہ :-
" پشو کی مہارانی ستی بھی ستی ہو ئی تھی "
(بھارت کی استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ ۶۳)

ہمارے خیال میں ان حوالجات کے ہوتے ہوئے اب کسی دشمن اسلام کو یہ جرأت نہ ہوگی۔ کہ وہ پنڈت لیکھرام کا ہمنوا ہو کر یہ کہے کہ ستی کی رسم مسلمانوں کے ظلم کی وجہ سے جاری ہوئی تھی۔ یہ آٹھ حوالے بجائے خود کافی ہیں۔ مگر ذیل میں اور بھی چند حوالے نقل کرتے ہیں۔

نواں حوالہ بھائی پرمانند ایم۔ اے نے بھی اپنی کتاب "تاریخ پنجاب" میں تسلیم کیا ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں ستی کی رسم کا عام رواج تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے ہویدا ہے :-

" اس زمانہ کے شروع میں بھی (سکندر سے قبل) ستی کا رواج تھا۔ مادری اپنے پتی پانڈو کے ساتھ چتا پر چڑھی۔ یونانیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ کہ کیتھا یسے میں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ اپنے آپ کو جلا دیتی تھیں۔ ڈایو ڈورس لکھتا ہے کہ گیبین کی لڑائی میں جو انٹی گوناس اور "یومے نیز" کے درمیان ہوئی۔ ایک ہندوستانی جرنیل "کے ٹی اس" نامی مارا گیا۔ اس کی دو عورتیں اس کے ساتھ جلائے جانے کی عزت کے لئے خواہشمند تھیں۔ چونکہ بڑی حاملہ تھی اور قانون کے مطابق وہ جل نہیں سکتی تھی۔ اس لئے چھوٹی کو جلنے کے لئے اجازت دی گئی " (تاریخ پنجاب اردو صفحہ ۱۱۵)

دسواں حوالہ اسی طرح مشر بندھو بھی تاریخ ہند جلد اول ہندی میں لکھتے ہیں۔ جنگ مہابھارت کے مشہور ہیرو ان کی بیویاں ان کے مرنے پر ستی ہوئیں۔ دیکھئے ذیل کے فقرات :-

" اب اکرور کی عورتیں اور ستیہ بھاما وغیرہ نے سنیاس لیکر جنگل کا راستہ لیا۔ اور رکمنی۔ ہیم وتی۔ جامب وتی اور شیویا نے اپنا جسم آگ میں جلا دیا۔ دسو دیو کی رانیوں میں سے دیوکی۔ روہنی مدرا اور بھدرا خاوند کے ساتھ ستی ہو گئی تھیں "
(بھارت ورش کا اتہاس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مصنفہ مشر بندھو)

گیارھواں حوالہ اب ہم ایک ایسے شخص کا حوالہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا ثانی آریہ سماج کے نزدیک چار ہزار برس سے ایک بھی نہیں ہوا۔ اور جو نہ صرف عالم اور ودوان ... برہمچاری اور یوگی تھا۔ بلکہ رشی اور مہرشی بھی تھا۔ اور مجال نہیں۔ کہ ایسے شخص کا قول آریہ سن کر بھی کسی قسم کی چون وچرا کر سکیں۔ وہ کون ہے۔ وہ انیسویں صدی کا "مہرشی" سوامی دیانند ہے۔ سنئے اور غور سے سنئے۔ جناب سوامی دیانند صاحب پونا شہر کے ایک لیکچر میں فرماتے ہیں۔ کہ :-

" راجہ دھرت راشٹر نظر نا گیتی تھا۔ اور پانڈو دھرماتما تھا۔ پانڈو کی ایک رانی مادری ستی ہو گئی تھی۔ ستی ہونے کے لئے وید کا کوئی حکم نہیں۔ لیکن ستی ہونے کی بد رسم پہلے پہل پانڈو راجہ کے وقت سے چلی "
(اپدیش منجری ہندی صفحہ ۱۹۹)

کس قدر صاف۔ واضح اور بیّن الفاظ میں سوامی صاحب نے پنڈت لیکھرام کے الزام کی تردید کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ اس عبارت کو پڑھ کر بھی کوئی آریہ یہ کہنے کی جرأت کرے گا کہ ستی کی رسم مسلمانوں کے ظلم سے تنگ آکر جاری کی گئی۔
ہم سوامی صاحب سے اس قدر تو متفق ہیں۔ کہ پانڈو کی بیوی مادری ستی ہوئی۔ لیکن یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ رسم پانڈو کے زمانہ سے ہی چلی۔ جسے آج سے ۵۰۰۰ ہزار سال قبل کا بتلایا جاتا ہے۔

بارھواں حوالہ سوامی جی نے تو قدیم تر زمانہ میں ستی کا رواج بتلایا۔ مگر ہم قدیم ترین زمانہ میں اس کا پایا جانا پیش کرتے ہیں۔
پنڈت چندر دھر شرما گلیری بی۔ اے لکھتے ہیں :-
" ایسے کئی ثبوت ملتے ہیں۔ کہ راجاؤں اور دیگر آدمیوں نے آگ میں یا گنگا وغیرہ متبرک ندیوں میں ڈوب کر جان دیدی۔ رامائن میں جہاں دشرتھ کو شلیا کو منی کمار کے طعنوں کے تیروں سے مارے جانے پر اندھے منی کو بددعا کا قصہ بیان کر رہے ہیں۔ وہاں منی دمپتی کا دکھی ہو کر آگ کی چتا میں بیٹھنا کہا گیا ہے۔ (والمیک رامائن اجودھیا کانڈ $\frac{64}{65}$) راجہ شو ورک اگنی میں جل کر مرا تھا۔
(مرچھ کٹک ناٹک۔ پرستاونا) "

تیرھواں حوالہ یہی صاحب مجنت کا گوشت میں لکھتے ہیں کہ :-
" ویدک زمانہ میں (جو مہابھارت اور رامائن سے قبل کا زمانہ ہے) کبھی کبھی ستی کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ جیسا کہ اور کئی مہذب اور غیر مہذب اقوام میں جاری تھی۔ ویدک زمانہ میں یہ رواج پرانا ہی چلا

آتا تھا " (ناگری پرچارنی پتر کا دور جدید جلد اول صفحہ ۳۲۶)
اس قسم کے اور بھی کئی حوالہ جات نقل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر فی الحال اس مضمون کے لئے یہی کافی ہیں۔ آخر میں ہم اتنا بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ مضمون سوامی دیانند جی کی تائیدی شہادت نقل کئے بدوں مکمل نہ ہوتا۔ اسی طرح یہ مضمون روکھا اور نامکمل رہے گا۔ اگر اس میں پنڈت لیکھرام کی تکذیب میں خود پنڈت صاحب ہی کی شہادت نہ پیش کی جائے۔ اس لئے ہم ان کے اپنے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں :-

" اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس وحشیانہ خیال وجہالت خصال رسم (ستی) کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ اس بات میں سب سے پہلی تحریر آئر سٹو بیوس کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ یہ رسم راجہ ٹکسلا کی عملداری میں جاری تھی۔ اور ایک مورخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھیاسی برس ہو چکے ہیں۔ جو یومینہ کی فوج میں ہوئی تھی۔ الخ "
(کلیات آریہ مسافر)

کسی نے سچ کہا ہے ؎
دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب اس شہادت کے ہوتے ہوئے کوئی مزید ثبوت نقل کرنا تحصیل حاصل ہے۔ جب خود مسلمانوں پر افتراء کرنے والا خود ہی دوسری جگہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ دو اڑھائی ہزار برس قبل بھی یہ رسم جاری تھی۔ تو اس کا مسلمانوں کے خلاف اپنی قوم میں نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان پر اس کا الزام لگانا خود بخود باطل ہوا ہو گیا۔
(مفضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

اعلان نظارت اعلیٰ

ہر ایک جماعت احمدیہ مجلس مشاورت گذشتہ کے فیصلوں کے ماتحت یہ رپورٹ بھیجے۔ کہ (۱) کیا آپ کی جماعت نے تبلیغی جلسہ کرایا۔ جیسا کہ مجلس مشاورۃ گذشتہ میں فیصلہ ہوا تھا (۲) کیا ہر ایک فرد نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور کچھ وقت معین کر کے تبلیغ کیلئے دیا (۳) سکرٹری صاحب تبلیغ نے مجلس مشاورۃ کے فیصلہ کے مطابق کام کیا اور ان لوگوں سے ہر ہفتہ میں تین گھنٹہ تبلیغ کے واسطے لئے۔ (۴) ہائی سکول میں طلباء کے اضافہ کے لئے آپ کی جماعت نے کیا کوشش کی (۵) سلسلہ کی کتب کی فروخت کے متعلق کیا کوشش کی گئی (۶) الفضل کی اشاعت کیلئے کیا کوشش کی گئی (۷) چندہ عام کی تحریک کے لئے کیا کوشش کی گئی۔ (ذوالفقار علی خاں۔ قائمقام ناظر اعلیٰ)

اظہار حقیقت

جناب خواجہ کمال الدین صاحب۔ جناب مولوی محمد علی صاحب جناب مولوی صدرالدین صاحب اکابرین غیر مبایعین مندرجہ ذیل واقعات کی حلفاً تصدیق فرمائیں یا تکذیب۔

(۱) ۱۹۰۳ء میں بمقام گورداسپور جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع خدام قیام فرما تھے۔ اور جناب آنسید محمد صاحب رضوی حیدرآبادی (حال ساکن بمبئی) مع چند رفقاء کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہوئے۔ منجملہ دیگر مسائل کے انہوں نے حضرت اقدسؑ سے نبوت کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے اس پر مفصل تقریر فرمائی۔ عصر کا وقت تھا۔ اس کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور جناب مولوی محمد علی صاحب کمرے سے باہر نکل کر صحن چھت پر آکر بیٹھے۔ جناب خواجہ صاحب نے جناب مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آج سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نبی کے لفظ کا استعمال اپنی تحریر و تقریر میں بطور عادت اختیار کر لینا چاہیئے۔ تاکہ مخالف لوگ ہم سے بار بار یہ لفظ نبی کا سن کر اپنے غیظ و غضب میں دھیمے پڑ جائیں۔ جیسا کہ مسیح موعودؑ کے الفاظ وہ ہم سے سن لینے کے بعد عادی ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ابتداء میں مخالفین ان الفاظ کو سن کر سخت چڑ میں آتے اور سخت بدزبانی کرتے تھے۔ لیکن اب ان کی وہ حالت نہیں رہی۔ اسی طرح ہم سے نبی کا لفظ بار بار سن کر مخالفین ہم پر زبان درازی کم کر دینگے۔ آخر ان کو سننے کی قوت برداشت پیدا ہو جائیگی۔ اس کے بعد دوسری بات خواجہ صاحب نے یہ کہی۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ امیر علی جسٹس کے برابر انگریزی زبان میں لیکچر دے سکوں۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے گذارش ہے کہ (۱) آیا یہ مذکورہ بالا واقعات سچے ہیں؟ اور (۲) کیا جناب خواجہ صاحب کی ہر دو خواہشیں پوری ہو گئیں؟

(۲) بعد نماز ظہر مسجد مبارک کے شرقی کمرے (جس میں مولوی محمد علی صاحب کا دفتر تھا) کی جنوبی کھڑکی کے نزدیک جناب خواجہ کمال الدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک رجسٹر ان کے سامنے کھولا۔ جناب خواجہ صاحب نے جناب مولوی صاحب سے کہا کہ جناب مولوی محمد احسن صاحب خواہ مخواہ حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا محمود احمد صاحب) کی طرفداری کرتے ہیں۔ اور ان کے ممد و معاون ہو جاتے ہیں۔ اور ہم ان کے لحاظ سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب اگرچہ بزرگ عالم ہیں۔ لیکن اب انکی حالت یہ ہے۔ کہ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا کی ہو گئی ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ان کی موجودہ تنخواہ (غالباً اس وقت للعہ روپیہ تھی۔ راقم) میں عہ روپیہ کا اضافہ کر کے ان کو لکھدیا جائے۔ کہ آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں۔ اور سفر کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ صدر انجمن کے اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ لہذا آپ اپنے وطن میں ہی آرام فرمائیں اور وہاں سے ہی اپنی رائے بھیج سکتے ہیں۔

(۳) بتقریب پیش آمدہ واقعہ ریویو آف ریلیجنز (جس کے ایڈیٹر اس وقت مولوی محمد علی صاحب تھے) میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو تو غیر احمدی بکثرت اس کے خریدار اور ممد ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد مبارک میں بوقت شام مجھے مولوی محمد علی صاحب کو بلوا کر فرمایا "آپ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ میرا ذکر چھوڑ کر آپ اسلام کا کیا پیش کرینگے" مجھے خوب یاد ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اس وقت بالکل خاموش رہے۔ اب عرض ہے۔ کہ اس کا جواب مولوی صاحب نے آج تک عملاً کیا دیا؟ ہاں ۱۹۱۳ء سے یہ کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا ہی انکار کر دیا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر یعنی اسلام چھوڑ کر مسلسل ۱۲ سال (۱۹۱۳ء سے لے کر ۱۹۲۵ء تک) جو کچھ لکھا ہرگز وہ زندہ اسلام نہیں ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اسلام ہے۔ بلکہ منکرین مکفرین غیر احمدیوں کا مردہ اسلام ہے۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے بمقام لاہور احمدیہ جلسوں میں ہزارہا انسانوں کے مجمع میں اپنے لیکچروں کے دوران میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کہ میں (خواجہ صاحب) برائے نام مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا۔ عیسائیوں کے ہاں میری تعلیم و تربیت ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کے ہاتھ پر میں مسلمان ہوا۔ اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ان سے پڑھا۔ اسلام کے متعلق جو کچھ میں بول رہا ہوں۔ وہ سب حضرت مسیح موعودؑ سے حاصل کیا اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر یا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم ہی زندہ اسلام ہے۔ تو پھر جناب خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ولایت میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہاں فرقہ بندی کا ذکر سم قاتل ہے۔ اور جناب مولوی صدرالدین صاحب کا یہ بیان کرنا کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر سے قطعاً احتراز کیا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور وہ یورپ میں کرتے کیا رہے ہیں۔ اور کس اسلام کو انہوں نے وہاں پیش کیا۔ مردہ اسلام غیر احمدیوں کا یا زندہ اسلام حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء اور جماعت کا؟ چونکہ میں اللہ تعالےٰ سے توفیق پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کی صداقت میں ایک مضمون لکھ رہا ہوں۔ اور مذکورہ بالا استفسارات کا اس مضمون سے ایک تعلق ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ ہر سہ حضرات اکابرین غیر مبایعین واقعات حقہ کی شہادت ادا کرنے میں سہل انگاری سے کام نہ لیں گے۔

خاکسار

محمد اسحٰق عفا اللہ عنہ انجنیئر الحمید آباد دکن۔ مستعد پورہ۔ مقابل مسجد نورالدین قادری

کارخانہ داروں اور تاجروں کو اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ پنجاب کے محکمہ صنعت و حرفت کا ارادہ ہے۔ کہ صوبجات پنجاب و دہلی کے تاجروں، کارخانہ داروں، ایجنٹوں اور درآمد و برآمد کی تجارت کرنیوالوں کی ایک ڈائرکٹری شائع کی جائے۔ جو فرمیں یا دوکانیں اس ڈائرکٹری میں اپنا نام معمولی ٹائپ یا جلی ٹائپ میں درج کرانے کی خواہشمند ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ محکمہ صنعت و حرفت کے مندرجہ ذیل سب آفسوں کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

	دفاتر	اضلاع جو حلقہ میں شامل ہیں
(۱)	انڈسٹریل سرویر لاہور	لاہور۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ لائل پور
(۲)	" " امرتسر	امرتسر۔ گورداسپور۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ کانگڑہ
(۳)	" " لدھیانہ	لدھیانہ۔ انبالہ۔ شملہ۔ کرنال۔ رہتک۔ گوڑگاؤں اور حصار
(۴)	" " ملتان	ملتان۔ منٹگمری۔ ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ
(۵)	" " سیالکوٹ	سیالکوٹ۔ گجرات۔ جہلم۔ شاہ پور
(۶)	" " دہلی	صوبہ دہلی

ضلع منٹگمری کے لئے محصل

ضلع منٹگمری کی احمدیہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اس ضلع میں چوہدری باغ الدین صاحب چک ۳۰ احمدیانوالہ کو محصل مقرر کیا گیا ہے۔ چوہدری صاحب موصوف خصوصاً ہر فصل کے برآمد ہونیکے وقت وصولی چندہ کیلئے دورہ کرینگے۔ اور ہر ایک احمدیہ جماعت میں چندہ کی وصولی کا انتظام مناسب میری ہدایات کے ماتحت فرمائینگے۔ اسلئے کارکنان سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ چوہدری صاحب موصوف کی ہدایات کے ماتحت احباب کرام کام سرانجام دیتے ہوئے شکریہ کا موقع دینگے۔ (عبد المغنی ناظر بیت المال)

اشتہار

احمدیہ شفا گھر قادیان کی چند مفید ادویات

حسن ظن کرنا طریق صالحان قوم ہے

۱۔ اکسیر بواسیر خونی ایک بڑھا جو بفضلہ اس مرض سے مرتے مرتے بچ گیا تھا۔ جب ملتا ہے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کئی نایاب بوٹیوں کو بعد مشکل حاصل کرکے یہ تریاق اب دوبارہ تیار ہو چکا ہے۔ تیسرے ہی روز خون بند ہو کر جسم میں تازگی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ قبض اور فتور ہضم نہیں رہتے۔ اس حیرت انگیز دوائی کی مثل کوئی دوائی نہ کبھی دیکھی نہ سنی۔ مسّے خود بخود مرجھا کر گر جاتے ہیں۔ اور آئندہ دورہ اللہ کے فضل سے نہیں ہوتا۔ قیمت مکمل بکس تین روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

۲۔ سرمہ قادیانی اس لاثانی اور انوکھے سرمہ کی تاثیرات اور فوائد لکھنے کی گنجائش نہیں۔ چند روزہ استعمال سے قدرت خدا کا مشاہدہ کرلیں۔ آشوب چشم نیا پرانا سرخی نئی پرانی خواہ کس قدر ہو رفع ہو کر آنکھ صاف اور نورانی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی آنکھوں سے پانی بہنا۔ امراض سبل۔ فارش۔ ناخونہ۔ بیاض کا چند روزہ استعمال سے قلع قمع ہو جاتا ہے۔ ککرے نامراد مرض ہے۔ نئے دو تین روز میں پرانے ایک دو ہفتہ میں کوچ کر جاتے ہیں۔ نہایت مقوی بصر ہے۔ یہ تریاق نہایت محنت اور لاگت سے تیار ہوا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے۔ چھ ماشہ سے کم کی تعمیل نہ ہوگی۔

۳۔ دارو درد لاکھ روپیہ کی ایک ہی دوا۔ اس سے بڑھکر نسخے انگریزی یا ویدک میں دانتوں کے درد یا مسوڑوں کے پھولنے کی مستقل فائدہ بخش کوئی دوا نہیں۔ لوگ درد سے تنگ آکر یونہی دانت نکلوا دیتے ہیں۔ لگاتے ہی فوراً ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا مریض میٹھی نیند سو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

۴۔ اکسیر دمہ عین دورۂ مرض کے وقت استعمال کرنے سے منٹوں میں جان بلب مریض چنگا بھلا ہو جاتا ہے۔ دھواں لیتے ہی سانس درست ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر۔ فی دھونی ۲ ماشہ کافی ہے۔

۵۔ حبوب قبض کشا قبض دائمی سے بھی نجات ہو۔ یکصد گولی ایک روپیہ۔

۶۔ نمک سلیمانی خوش ذائقہ۔ مفرح۔ تمام شکمی امراض کا تریاق۔ فی شیشی ۱۲ر۔

۷۔ تلی غائب مکسچر نئی پرانی سخت سے سخت تلی انشاء اللہ جاتی رہے۔ فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

۸۔ منجن احمدیہ مداومت سے دانت کل امراض سے محفوظ رہیں۔ خوشرنگ خوشبودار ہے۔ فی شیشی ۸ر۔

۹۔ احمدیہ ہیر آئل آملہ کا نچوڑ۔ مداومت سے بال سیاہ رہیں دماغی امراض سے نجات ہو۔ خوشبو سے دماغ معطر کرے۔ اپنی مثل نہیں رکھتا۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر۔

۱۰۔ احمدیہ ویزلین ولایتی ویزلین کا مقابلہ ہے۔ نہایت خوشرنگ۔ خوشبودار اپنی ایجاد کردہ ولایتی شیشی سے چوگنا ڈبہ۔ دو سال کیلئے کافی۔ قیمت ایک روپیہ

۱۱۔ مرہم شفاء پھوڑوں۔ دھدھروں۔ درموں۔ زخموں گنج وغیرہ کیلئے ایک ہی پھایا کافی ہے۔ ہر گھر میں موجود چاہیئے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا ادویہ نہایت مستند و معتبر اطباء کے مجربات سے ہیں۔

ملنے کا پتہ

مینیجر احمدیہ شفا گھر قادیان ضلع گورداسپور

سفوف مجرب

یہ سفوف وجع المفاصل وجع الورک عرق النسا اور نقرس کیلئے بارہا تجربہ میں آچکا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ وجع المفاصل جوڑوں کے درد کو کہتے ہیں اگر پاؤں کی ایڑی اور انگلیوں میں درد ہو۔ تو اس کا نام نقرس ہے۔ اور ایسا ہی اگر سرین کے جوڑ میں درد ہو تو اسکو وجع الورک سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر وہاں سے گذر کر گھٹنے تک پہنچے تو اسکو عرق النسا کہتے ہیں۔ انکے فقط ایک ہفتہ کے استعمال سے شافی مطلق کے حکم سے کامل صحت ہوگی۔ قیمت علاوہ محصولڈاک مبلغ چھ روپے دستہ ہر چہ ترکیب استعمال دوائی کے ہمراہ ارسال ہوتا ہے۔ المشتہر مینیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

سول انجینیرنگ کا نج گجرانوالہ بہ سرپرستی وامداد

پنجاب یونیورسٹی جناب مہاراج (؟) بہادر ڈاکٹر اقبال سال گذشتہ میں کالج ہذا کو سنٹ نے رجسٹرڈ کر دیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں مختلف تنخواہوں پر اس وقت کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات معززین اور انجینیرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشن کمشنر انڈیا گورنمنٹ اور دیگر جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اورسیر۔ اورسیر اور سب انجینیر کلاس منعقد ہیں۔ پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ حکام کے سرٹیفکیٹ کے منتخب ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتی ہے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان موسومہ ٹیک چند داس رام۔ بذریعہ داس رام مدان۔ سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ مدعیان۔ بنام تلسا رام وغیرہ

دعویٰ ۲۵۰ روپے برد یہی

اشتہار بنام تلسا رام سائیندنہ و سنت لعل پسران عطر چند نابالغان بولایت مساۃ بھراواں مائی والدہ خود و لعل چند و پیارا رام پسران چانن داس اقوام وگلانی سکنائے مرتھیوالہ تحصیل شورکوٹ و ساد لکھو رام ولد چانن داس قوم وگلانی سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ۔ مدعا علیہم۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہے ہیں۔ لہذا ان کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۴/۳ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کریں ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۱۵/۲/۲۶

مہر عدالت دستخط حاکم

نارتھ ویسٹرن ریلوے

آئندہ ہوائی ایسٹر کی تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واپسی کے ٹکٹ جو ۱۶ اپریل ۱۹۲۶ء تک ہونگے (بشمول ۲۶ مارچ و ۵ اپریل) سومیل سے زیادہ فاصلے کے لئے حسب ذیل شرح پر دیئے جائیں گے:۔۔۔

درجہ اول و دوم ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ⅓ کرایہ۔

درجہ درمیانہ جو ٹکٹ ۱۳ مارچ تک دیئے جائینگے۔ ان کا نرخ ۸ پائی فی میل کے حساب سے ہوگا۔ اور جو اس سے بعد جاری ہونگے۔ ان کے لئے ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا نصف کرایہ وصول کیا جائے گا۔ لیکن کالکا شملہ سکیشن پر یہ نرخ نہیں ہوگا۔ وہاں اس تمام عرصہ کے لئے ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ⅓ کرایہ وصول کیا جائے گا۔

دفتر ایجنٹ لاہور مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۶ء

وی۔ ایچ بولتھ برائے ایجنٹ

آنکھ کی بےنظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کیلئے مفید ہے امتحان شرط ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محمد احمد اینڈ کمپنی۔ قادیان۔

اشتہار

کنارسی رونس

طاقت۔ قوت۔ صحت اور خوشی کی دوا

کنارسی رونس: جو نہایت مفید اور گہرا اثر کرنے والی دواؤں کا مجموعہ ہے۔ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اس کی خوبی کی گواہی دی ہے۔ کنارسی رونس۔ خون کو صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے۔ کنارسی رونس خون بڑھاتی ہے۔ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے۔ معدہ۔ انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے۔ کنارسی رونس۔ دل کو خوش کرتی ہے۔ افسردگی کو دور کرتی ہے۔ اور تھکان کو مٹاتی ہے۔ کنارسی رونس:۔ خون کی کمی۔ بھبس۔ خنازیر۔ دل کی کمزوری۔ ریگ گردہ کی خرابی۔ پرانے ملیریا۔ ناصاف خون۔ دانتوں کی خرابی۔ بار بار ہونے والا نزلہ۔ دوری کھانسی اور پرانے نمونیا اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے۔ کنارسی رونس:۔ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایت ہی اعلےٰ علاج ہے۔ ایام کی بے قاعدگی۔ ایام میں درد ہونے قلت اور آنے کو فوراً دور کرتی ہے۔

ہم صرف اس وقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں۔ چوہدری علاؤالدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ انہیں نو سال سے بواسیر تھی۔ اور سات آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی۔ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا۔ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا۔ خون کی شدت ایسی تھی۔ کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ جس دن سے کنارسی رونس کا استعمال کیا۔ اس دن سے فائدہ ہونے لگا۔ دل کا ضعف جاتا رہا۔ کام کاج کی طاقت آنے لگی۔ بخار جاتا رہا۔ علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی۔ اور سوڑے پھوڑے ہوئے تھے۔ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا۔

کنارسی رونس:۔ ہر بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ قیمت صرف عہ۔ تین شیشیاں للعہ۔ اگر دوا فروش سے نہ ملے۔ تو براہ راست ہم سے طلب کریں۔

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ:۔

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمل پور:۔ میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا عالم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (ڈپٹی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے مصنوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط انگریزی صاحب سول سرجن۔

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (عہ) تریاق چشم رجسٹرڈ علاوہ محصول ڈاک ہوا زیر ۸ تولہ خریدار ہوگا۔ المشتہر

خاکسار میرزا عالم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ
گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات پنجاب

دس ہزار شائع ہوگا

سکھ مذہب کے متعلق سالانہ جلسہ پر اڈیٹر نور کا لیکچر خدا کے فضل سے اس قدر مقبول ہوا۔ کہ سکھوں اور بیگانوں میں اس کی دھوم مچ گئی۔ اور سب نے اس کے شائع کرنے پر زور دیا۔ منشاء ہے۔ کہ یہ دس ہزار شائع کیا جائے۔ اور بکثرت سکھوں اور ہندوؤں میں مفت تقسیم ہو۔ یہ لیکچر ۲۶×۱۸/۸ کے ۳۲ صفحوں پر آئے گا۔ کاپیاں لکھی جا رہی ہیں۔ قیمت حسب ذیل ہوگی۔ سو عـہ پچاس عہ پچیس ۸ دس ۳ ایک ۶ درخواستیں جلد بھیجئے۔ صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ جو ۵ مارچ تک پہنچ جائیں گی۔

پتہ

منیجر اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ناطہ

ایک دیندار پنجابی بہن کیواسطے رشتہ کی ضرورت ہے (۱) لڑکا عمر ۳۰ سال قوم کشمیری بٹ وطن ضلع گجرات حال کلرک محکمہ نہر مردان تنخواہ ۷۰ روپے (۲) لڑکی عمر ۲۰ سال تعلیم یافتہ خوش سیرت و قبول صورت اور امور خانہ داری سے ماہر عرصہ دو سال سے بیوہ ہے۔ کوئی اولاد نہیں۔ خط و کتابت بنام سید ظہور الحسن کلرک دفتر نہر۔ مردان کریں۔

اکسیر تسہیل ولادت

مستورات کے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس دوائی کے بروقت استعمال سے ولادت کی مشکل گھڑیاں ایسی آسان ہو جاتی ہیں۔ کہ زچہ کو کسی قسم کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ رفاہ عام کی خاطر قیمت بالکل تھوڑی۔ صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

منیجر شفاخانہ سلانوالی۔ ضلع سرگودھا

مفرح جہانگیری

جاننے والے جانتے ہیں۔ اور آنکھوں والے دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر آدم کے فرزندان کی جوانی کا زمانہ رنج و الم حسرت و یاس کی سرد آہوں سے معمور ہے۔ مزاج میں چڑچڑاپن احباب کی صحبت سے نفرت۔ دماغ کا ضعف۔ جگر کی خرابی۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ نفخ اور ریح کی شکایت۔ بدن کی لاغری۔ چہرے کی بے رونقی۔ دل کی دھڑکن۔ وہم۔ نسیان۔ دائمی قبض۔ کثرت پیشاب۔ کمر اور جوڑوں کا درد۔ سلسلہ تولید بند۔ یہ ہے روشن آئینہ جس میں ہمارے ملک کے اکثر نوجوانوں کا عکس نظر آتا ہے۔

مفرح جہانگیری ایک نہایت ہی خوشگوار تریاق ہے۔ اس کا اثر عارضی نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال سے حواس خمسہ کی درستی خیالات کی بلندی عالی حوصلگی خون صالح اور مادہ تولید میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔

مفرح جہانگیری طالب علموں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں۔ تجارت پیشہ اور دیگر عام دوکانداروں کو تکان کو خشکی۔ تند خوئی۔ تیز مزاجی۔ بے صبری سے بفضل خدا محفوظ رکھنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت ڈبیہ کلاں پانچ روپیہ۔ قیمت ڈبیہ خورد عہ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ المشتہر

ایم۔ اے۔ خلیل منیجر احمدیہ دوائی خانہ سیالکوٹ

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

——— مسلم یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے اپنی کونسل میں یہ قرارداد پیش کی ہے۔ کہ جلد ہی اس یونیورسٹی کے ساتھ ایک یونانی طبی کالج کھولنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ قرارداد باتفاق آرا منظور ہوئی۔ اور ایک کمیٹی بنائی گئی جو تحقیقات کر کے کالج بنانے کے بارے میں سفارش کرے گی ٭

——— سوامی شردھانند ہندو شدھی مہاسبھا کی نائب صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ شدھی کانفرنس ۱۳ر سے لے کر ۱۵ر مارچ تک دہلی میں منعقد ہوگی۔ مسٹر این سی کیلکر نے اس کانفرنس کی صدارت منظور کر لی ہے ٭

——— ریلوے بورڈ نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام ریلوے میں تیسرے درجہ کے خانوں کے اندر بھی بجلی کے پنکھے اور روشنی کا انتظام کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ آئندہ ایسا سسٹم جاری کیا جائے گا۔ جس سے ہر ٹرین کے ساتھ باہر کی طرف متعدد لیمپ لگے ہوں گے۔ جن کی روشنی بہت تیز ہوگی۔ ان لیمپوں کے لگانے کے بعد اس امر کی ضرورت نہ رہے گی۔ کہ سٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر لیمپ روشن کئے جائیں۔ کیونکہ گاڑی کے آتے ہی خود بخود تمام پلیٹ فارم روشن ہو جائے گا چنانچہ یہ طریقہ بطور تجربہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی چند گاڑیوں پر جاری بھی کر دیا گیا ہے۔

——— ننکانہ صاحب ۲۲ر فروری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مہاراجہ پٹیالہ نے احکام جاری کئے ہیں۔ کہ ریاست پٹیالہ کے ان تمام اکالی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ جو اکالی تحریک کے سلسلے میں سزایاب ہوئے ٭

——— گوالیار کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریاست دھولپور کے مقام جھیری پر ٹھاکروں نے ریاست کے خلاف زبردست بغاوت کر دی ہے۔ اور قلعہ اور تھانہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بغاوت کا سبب ریاست کا ان کی شکایات کی طرف سے عدم توجہی برتنا تھا۔ ریاستی فوجیں بغاوت کو دور کرنے کے لئے بھیج دی گئی ہیں ٭

——— کلکتہ ۲۱ر فروری۔ ایک شخص پرپاس چندر سنہا نے اپنے ہفت سالہ لڑکے اور پنج سالہ لڑکی کو دودھ میں ایک قسم کی زہر پلا دی۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ اور بعد میں خود بھی یہی دودھ پی کر خودکشی کر لی۔ ایک تیسرے بچے کو بھی زہر دی گئی تھی۔ وہ بچ گیا زندہ ہے۔ سنہا کا اپنا لکھا ہوا ایک خط بھی ملا۔ جس میں اس نے اپنے جرم کا اقرار کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں زندگی سے بیزار ہو گیا تھا۔ اور مجھے خدا پر عقیدہ نہ رہا تھا ٭

——— حیدرآباد (سندھ) ۲۲ر فروری۔ گذشتہ ہفتہ میں بمقام شکارپور ایک دولت مند سوداگر سیٹھ الیشر داس نامی شخص قتل کر دیا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قتل کا ارتکاب چار آدمیوں نے کیا ہے۔ جن میں سے تین اس کے بیٹے ہیں۔ وجہ قتل یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ مقتول پر بیٹے ملازموں کی دیانت و ایمانداری پر شک کیا تھا۔ نعش ایک آہنی ٹرنک میں بند کر کے ٹرین میں رکھ کر روانہ کر دی گئی۔ لیکن جس مسافر کے ساتھ یہ ٹرنک تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ دو روز کے بعد جب ٹرنک میں سے سخت بدبو نکلی۔ تو وہ توڑ کر کھولا گیا۔ اور اس میں سے نعش برآمد ہوئی ٭

——— لاہور کے مشہور و معروف شاہی طبیب شمس الاطباء ڈاکٹر غلام جیلانی کا اچانک انتقال ہو گیا۔

——— اخبار سیاست کا نامہ نگار خصوصی متعینہ دہلی لکھتا ہے۔ مولانا محمد علی اور ظفر علی اور حکیم اجمل خاں اور مولانا عرفان وغیرہ حضرات ان رازہائے سربستہ کا انکشاف کر سکتے ہیں۔ جو مجلس راز میں مولانا محمد علی نے سفر حجاز کے متعلق کھولے۔ اور جن میں بتایا جاتا ہے۔ کہ ابن سعود سے ظفر علی کا روپیہ وصول کر کے اپنے رفقاء سفر کو بھی حیرت میں ڈال دینے اور مولانا عرفان کا واقف ہو کر ظفر علی خاں پر بطور خود پہرہ لگانے کا واقعہ بھی نہایت صفائی کیساتھ مولانا محمد علی نے ظفر علی سے دریافت کیا۔ اور وہ کچھ کہا جو ظفر علی کا کٹر دشمن بھی بوجہ واقف نہ ہونے کے کہتے ہوئے تامل کرتا۔ سنا جاتا ہے۔ کہ صرف ہاتھ میں جوتا لے کر مارنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ صحبت اتنی گرم ہو جاتی تھی۔ کہ ظفر علی کو اٹھ کر باہر آ کر اپنی جان بچانے کی ضرورت ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ظفر علی خاں فوراً دہلی سے لاہور روانہ ہو گئے۔ اور مولانا محمد علی نے جمعہ گذشتہ کو سخت علالت کی حالت میں ساڑھے تین گھنٹہ مسلسل تقریر کر کے ظفر علی کی غداری کا پول کھول دیا۔ جس سے حاضرین بیحد متاثر ہوئے۔ مولانا کی تقریر اتنی مدلل اور ظفر علی کی غداریوں اور قوم فروشیوں کی مکمل تاریخ تھی۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔

——— رنگون ۲۲ر فروری۔ ہکوانگ وادی سے ہو کر تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ وہ طمانیت بخش ہیں۔ مختلف پارٹیوں کے انچارج افسروں نے قریباً قریباً اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ اور اس وادی میں تمام غلاموں کو آزاد کرا دیا گیا ہے۔ غلاموں کے مالک معلوم ہوتا ہے زرفدیہ سے خوش ہو گئے ہیں ٭

——— آگرہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں پلیگ نہ زوروں سے پھیل رہی ہے شہر کے کاروبار میں خلل پڑ رہا ہے ٭

——— اطلاعات جموں سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ دو ہفتے سے راجہ ہری سنگھ تاجدار جموں کے جشن اور نگ نشینی کے ضمن میں خاص تزک و احتشام سے جشن منائے جا رہے ہیں۔ قریباً تیس لاکھ روپیہ خیرات۔ امورات عامہ۔ مظاہرات فوج۔ تھیٹر۔ سکولوں اور کالجوں کے طلباء میں تقسیم شیرینی وغیرہ پر صرف کیا جائے گا۔ اس وقت تک مہاراجہ بھرت پور۔ مہاراجہ الور۔ پٹیالہ۔ دھولپور وغیرہ جموں میں تشریف فرما ہو چکے ہیں۔ "رسم تلک" انعقاد دربار کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ رات کے وقت جموں بقعۂ نور بنا ہوتا ہے۔ جموں سرینگر سکیت اور تمام کشمیر میں خوب خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ یورپین مہمانوں کو ۵ر مارچ سے لے کر ۹ر مارچ تک دعوت دی جائے گی ٭

——— لاہور ۲۴ر فروری۔ آج مہاشہ راجپال ناشر کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کی سماعت مسٹر فیلپس مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پھر شروع ہوئی۔ ملزم پر زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند فرد جرم لگا دی گئی ٭

——— لاہور ۲۳ر فروری۔ لاہور کی تمام بڑی بڑی انجمنوں اور اسلامی جماعتوں کا ایک مشترک جلسہ آج محمڈن ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں پنجاب میں کوئی مسلمان وزیر مقرر نہ کئے جانے پر سخت افسوس اور رنج کا اظہار کیا گیا۔ اور حکومت پنجاب سے یہ گذارش کی گئی۔ کہ وہ اپنی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرے ٭

ممالک غیر کی خبریں

——— پیرس کی پولیس نے "جارج لارص" نامی ایک عیار کو اس جرم میں گرفتار کر لیا ہے۔ کہ اس نے ایک جوان عورت کے دو سو پونڈ چرائے۔ اس بدمعاش کے پورے سو نام ہیں۔ اور یہ پورے سو چہرے بدل سکتا ہے۔ اس نے کئی ایک عورتوں کو قتل کیا ہے ٭

——— امریکہ (رسل) چونکہ امسال زبردست برف باری ہے۔ لہٰذا دنیا کی عظیم الشان آبشار نیاگرہ مکمل طور پر منجمد ہو گئی اب پانی کا بہنا بالکل بند ہے۔ اس سے پیشتر صرف تین مرتبہ اور اسی طرح یہ وسیع ترین و بلند ترین آبشار منجمد ہوئی تھی۔ مثلاً فروری ۱۸۰۹ء میں مارچ ۱۹۰۲ء میں اور مارچ ۱۸۴۸ء میں ٭

——— لنڈن ۱۱ر فروری۔ ضلع پیٹن میں ایک عورت نے اپنی بہن کی قبر کے باہر ایک میز پر نہایت نفیس کھانے چنے جن میں کباب وغیرہ بھی شامل تھے۔ حال ہی میں اس نے یہ درخواست دی تھی۔ کہ اس کی قبر کو کھلا رکھا جائے۔ تاکہ اس کی بہن کی روح باسانی آ جا سکے۔ لیکن سرکاری افسروں نے اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا ٭